بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

الحق

ماہنامہ

جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ / اکتوبر ۱۹۹۹ء

مدیر مسئول

مولانا سمیع الحق

محترم المقام جناب ________ زید مجدکم

سلام مسنون! امید ہے مزاج گرامی بالخیر ہونگے۔ جیسا کہ آنجناب کو معلوم ہے کہ دنیا بھر میں اکیسویں صدی کے استقبال کی تیاریاں زور و شور سے جاری ہیں۔ خصوصاً اس سلسلے میں عالم عیسائیت (مغرب اور امریکہ) نے بہت بڑی منصوبہ بندی اور مستحکم بنیادوں پر کام شروع کر رکھا ہے۔ وہ دنیا کو یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ اکیسویں صدی انکے عزائم اور منصوبوں کی تکمیل کا ذریعہ ثابت ہو۔ انہیں یہ زعم اپنی مادی طاقت اور عسکری و اقتصادی قوت کی بناء پر ہے اسلیئے وہ دنیا پر اور خصوصاً عالم اسلام پر مکمل حکمرانی اور تسلط کیلئے روز و شب کوشاں ہیں۔ ہمارے سامنے امریکی نیو ورلڈ آرڈر اور متحدہ یورپ کی مثالیں موجود ہیں۔ بیسویں صدی کے آخری لمحات ہیں اور اسکا سفر اکیسویں صدی کی دہلیز پر اختتام پذیر ہونے والا ہے۔ ان نازک حالات میں امت مسلمہ کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ بھی دیگر اقوام و مذاہب کیطرح آنے والے نئے ہزار برس اور خصوصاً اکیسویں صدی میں اسلام کا عالمگیر اور آفاقی اور انسانی فطرت کے عین مطابق نظام کو دنیا میں مؤثر اور سائنٹفک انداز میں برہان و دلیل کیساتھ پیش کریں اور ان اقوام پر ثابت کریں کہ نہ صرف حکمت و معرفت بلکہ سائنس و ٹیکنالوجی کا بھی اصل سرچشمہ اور غور و فکر و تدبر کا اصل منبع و مآخذ قرآن و حدیث اور مسلمان فلاسفر و مفکرین سائنسدان ہیں۔ عالمی استعمار امریکہ اور یورپ کے چیلنجوں کے عزائم کا مقابلہ مسلمانوں میں عقابی روح بیدار کرنے اور امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ سے کیا جاسکتا ہے۔ دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کیلئے آج میدان عمل کھلا ہے۔ لیکن افسوس مسلمانوں میں وقت کی قدر، آئندہ کیلئے لائحہ عمل، زمانے کے نئے تقاضوں اور دشمن کے مقابلے میں تیاری اور استعداد حاصل کرنے کا فقدان ہے اسلئے وقت اور زمانے کی رفتار کا ساتھ نہیں دے سکے۔ قدرت کی طرف سے آج مسلمانوں اور اسلام کیلئے موافق حالات اور سازگار ماحول فراہم کر دیئے گئے ہیں۔ اب یہ مسلمانوں پر منحصر ہے کہ وہ آگے بڑھکر اپنی ذمہ داریاں نبھاتے ہیں یا ہمیشہ کی طرح غفلت و مایوسی کے سایہ دیوار تلے اپنے آپ کو تقدیر کے رحم و کرم پر چھوڑتے ہیں۔ آج مسلمانوں کیلئے سوچنے کا مقام ہے کہ ہم چند صدیوں پہلے تاریخی اور عمرانیاتی لحاظ سے کہاں کھڑے تھے۔ اور بیسویں صدی کے اختتام پر ہم اپنی سوختہ سامانی کے ہاتھوں کس مقام پر ہیں؟ کیا آئندہ صدی میں بھی ہم محکوم و مجبور رہیں گے؟ کیا آج ہمارے لئے سوچنے سمجھنے اور غور و فکر کا مقام نہیں--- ان حالات کے پیش نظر ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک نے امت مسلمہ کی طرف سے فرض کفایہ ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں آنجناب جیسی علمی ادبی اور مؤثر شخصیت کو دعوت دی جاتی ہے۔ کہ آپ اپنے علم تجربے بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار فرماتے ہوئے ہمارے ساتھ اس نمبر کی تیاری میں بھرپور قلمی تعاون فرمائیں۔ اس خصوصی نمبر کے موضوعات منسلک ہیں آپ کسی بھی موضوع پر اپنا مقالہ دو ماہ کے مناسب وقت میں ماہنامہ الحق کے ایڈریس پر ارسال کرنے کی زحمت فرمائیں۔--- ہمیں یقین ہے کہ آنجناب کا جواب اور رد عمل مثبت ہوگا اور اپنے حلقے میں بھی احباب اور واقف کاروں سے الحق کیلئے مضمون کی تیاری کی سفارش فرمادیں گے۔

آپکی توجہات کا منتظر۔ (مولانا) سمیع الحق مدیر اعلیٰ ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

نوٹ: زیر نظر دعوت نامہ مدیر اعلیٰ کی جانب سے ملک وملت کے اہم اشخاص کے نام جاری کیا جارہا ہے۔ کہ وہ الحق کے (اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام) کیلئے خصوصی مضامین ہمیں لکھ کر روانہ فرمائیں۔---- ادارہ

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 , 630340 -(0923)

ای میل نمبر: E-Mail : haqqania@psh.infolink.net.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/15 روپے سالانہ =/150 روپے، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

حکومت اور گرینڈ ڈیموکریٹک الائنس کی کشمکش سے جے یو آئی کی دونوں جماعتوں کا اعلانِ برأت اور باہمی اتحاد کی صورت و پیش رفت

بد قسمتی سے قیام پاکستان کے بعد ملک میں جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کی حکومت مسلط کردی گئی۔ ان دو طبقوں نے ملک کی سیاسیات اور اقتصادیات پر اپنی آہنی گرفت مضبوط کرنے کیلئے مختلف جماعتیں اور شکلیں اختیار کیں۔ کسی کا نام پیپلزپارٹی رکھا گیا تو کسی نے انگریز پرست جماعت مسلم لیگ کی چھتری میں عافیت جانی۔ بعد میں ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں ان جماعتوں نے جو "گراں قدر خدمات" سرانجام دیں۔ وہ ناقابل فراموش ہیں...... ان ہی دو طبقات نے جمہوریت کا منحوس لبادہ اوڑھ کر قوم کو بار بار بیوقوف بنایا۔ اب قوم مسلم لیگ، پیپلزپارٹی اور انکے حواریوں سے متنفر ہو چکی ہے۔ ان دونوں جماعتوں اور مفاد پرست طبقوں نے بغاوت پر اتر آئی ہے کہ اتار چڑھاؤ کا یہ گھناؤنا کھیل آخر کب تک چلتا رہیگا؟ اب قوم کے صبر کی تمام حدیں منہدم ہونے کو ہیں۔ کسی بھی وقت عوامی ریلا انقلاب فرانس، انقلاب ایران اور خصوصاً انقلاب طالبان کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ مسلم لیگ کی نااہل کرپٹ اور ملک و ملت دشمن حکومت کو گرانے کے لئے سیکولر مادر پدر آزاد امریکی پٹھو مذہب دشمن جماعتوں کا جتھہ (گرینڈ ڈیموکریٹک الائنس) وہی پرانا مکروہ کھیل دوہرانے کو تیار بیٹھا ہوا ہے۔ اقتدار کیلئے انکے زہریلے ناخن تیز اور جبڑوں میں زہر اُمنڈ آیا ہے۔ اب یہ گروہ چاہتا ہے کہ جمعیت علماء اسلام کے دونوں دھڑے گرینڈ ڈیموکریٹک الائنس میں ماضی کی تحریکات کی طرح نہ صرف اس میں بھرپور شرکت بلکہ قیادت کریں۔ جیسا کہ اس سے قبل انہوں نے دونوں جماعتوں کو اپنے اقتدار کیلئے خوب خوب استعمال کیا۔ جس سے دینی جماعتوں کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوا البتہ اس کے نقصانات اور مضر اثرات اب تک عیاں ہیں۔

الحمدللہ مقام شکر ہے کہ اس بار دونوں جماعتوں نے چالیس چوروں کے ٹولے پر واضح کر دیا ہے کہ وہ اب ان کے اقتدار اور "انتقال" کے گھناؤنے کھیل میں شعوری اور غیر شعوری طور پر حصہ نہیں لینگے۔ اسکے ساتھ جماعت اسلامی نے بھی گرینڈ الائنس سے دور رہنے کا اظہار کیا ہے۔ جس کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں۔ (اور توقع رکھتے ہیں کہ جماعت تنہا پرواز کا انداز مزید اختیار نہیں کریگی۔ بلکہ دینی سیاسی دھارے میں شامل ہوگی) اس نئی حوصلہ بخش، امید افزاء صورت حال سے ملک و ملت میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے کہ دینی جماعتوں اور بالخصوص جمعیت علماء اسلام کے دونوں گروپوں نے بہت ہی سیاسی فراست اور مومنانہ بصیرت کا مظاہرہ کیا ہے کہ اب دینی جماعتیں کسی کیلئے استعمال نہیں ہونگی بلکہ انہیں اپنا ایک الگ اسلامی تشخص اور دینی پلیٹ فارم بنانا چاہیے۔ جو دونوں ظالم طبقوں سے ملک و ملت کو نجات دلائے اور دو قومی نظریے اور قیام پاکستان کے حقیقی مقصد اور امریکہ سے مکمل آزادی کو یقینی بنائے۔ قوم یہ امید رکھتی ہے کہ جے یو آئی کے قائدین اپنے اس تاریخی فیصلے پر یونہی ثابت قدم رہینگے۔ نیز حکومت اور اپوزیشن کی صرف ذاتی مفادات کے حصول کی کشمکش میں شریک جرم نہیں ہونگے۔ اگر گزشتہ سیاسی تاریخ پر نگاہ دوڑائیں تو ماضی کے تلخ تجربات نے دونوں گروپوں کو کافی نقصان پہنچایا ہے۔ جیسا کہ ایم آر ڈی کی تحریک کی بحالی و فعالی اور بعد میں پیپلز پارٹی کو دوبارہ بلکہ سہ بارہ اقتدار میں لانے کا خمیازہ علماء ہی کو بھگتنا پڑا۔ پھر اسی طرح آئی جے آئی میں شمولیت اور نواز شریف پر حد سے زیادہ اعتماد کرنا اور اس کے لئے اقتدار کی رسائی کا راستہ ہموار کرنا بھی ایک بہت بڑا جوا ثابت ہوا۔ جس سے ملک اور علماء دونوں کو نقصان پہنچا۔ ماضی کے تلخ تجربات، ملک و قوم کے بے حد اصرار، نئے سیاسی حالات اور آئندہ پیش آنے والی بڑی متوقع تبدیلی نے ایک نئی فضا کو اپنی کوکھ سے جنم دیا ہے۔

ان حالات واقعات نے اتحاد اور یک جہتی کیلئے فضاء نہ صرف سازگار بلکہ زمین کو بھی ہموار بنادیا ہے۔ اب صرف دونوں گروپوں کے اخلاص کی چند بوندیں اور نیک نیتی کی شبنم کی ضرورت ہے۔ پھر دیکھئے کہ اتحاد اور اخوت کا یہ پودا کیسے ثمربار ثابت ہوتا ہے۔

اخوت اور باہمی اشتراک کے عمل کی فضاء کو مولانا سمیع الحق صاحب نے اس وقت اور

بھی خوشگوار بنادیا جب امریکہ کے خلاف مولانا فضل الرحمان صاحب نے بھی گزشتہ ماہ امریکہ کی متوقع جارحیت کے خلاف جلسے سے مخالفت کا آغاز کیا تو مولانا سمیع الحق صاحب نے نہ صرف مولانا فضل الرحمان صاحب کے اعلان کا خیر مقدم کیابلکہ انہوں نے فرمایا کہ امریکہ کی دشمنی میں میں مولانا فضل الرحمان صاحب کیساتھ مکمل تعاون کرونگا۔ امریکہ کی مخالفت اسامہ بن لادن اور تحریک طالبان پر میرا گزشتہ کئی سالوں سے یہی موقف ہے۔ الحمدللہ اب دونوں جماعتوں کا موقف اور لائحہ عمل ایک ہی ہوگیا ہے۔ جو کہ ایک بڑی مثبت اور خوش آئند تبدیلی ہے۔ پھر اسکے بعد **16** ستمبر کو جے یو آئی اسلام آباد کے زیر اہتمام لیک ویو موٹل میں منعقدہ ''تحفظ جہاد و مجاہدین'' کانفرنس میں مولانا سمیع الحق صاحب نے تمام اخبارات کے بڑے بڑے نمائندون کے سامنے اتحاد کے سوال پر یہ تاریخی اعلان کیا کہ مولانا فضل الرحمان صاحب میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ انہیں منانے اور ساتھ لیکر چلنے کیلئے میں اخلاص کیساتھ بہت آگے تک جاسکتا ہوں۔ ان کے لئے ہمارے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔ میں مولانا سمیت تمام دینی جماعتوں کے ساتھ ہر وقت اشتراک عمل کیلئے تیار ہوں۔ اتحاد و یکجہتی اور امریکی مخالفت میں یہ مولانا کا بہت بڑا اقدام تھا جس سے بعض ''پراسرار'' اور مفاد پرست تلملا اٹھے۔ اور انہوں نے نئی سازشوں کا جال بننا شروع کیا۔ لیکن الحمدللہ پورے ملک میں اس سازش کے ذریعے عہدہ دار تو کیا عام کارکن تک نہ ہل سکا۔

پھر ابھی حال ہی میں کلاچی میں مولانا قاضی عبداللطیف صاحب کے ہاں مولانا فضل الرحمان صاحب کا اشتراک عمل اور سیاسی امور پر سیر حاصل گفتگو کرنا بھی ایک اچھا شگون ہے۔ جس سے دونوں جانب سرد مہری کی برف مزید پگھل گئی ہے۔

اب اہم ترین حل طلب امر اتحاد کا فارمولا اور اتحاد کیلئے راہنما اصول اور آئندہ سیاسی پالیسی طے کرنیکا معاملہ ہے جو کہ نہایت ہی سنجیدہ، حساس، نازک مسئلہ ہے پھر اس بات کی گارنٹی کہ جمعیت کے قائدین پیپلز پارٹی، نواب زادہ اینڈ کمپنی مسلم لیگ اور دیگر سیکولر جماعتوں کیساتھ کسی قسم کا الحاق نہیں کرینگے۔ اگر خدانخواستہ اتحاد کی تہہ میں کسی کا یہ مطلب پنہاں ہو کہ کسی شخصیت کو غیر مؤثر بنایا جائے اور پالیسیاں جوں کی توں بے لگام رہیں یا صرف اپنے دھڑے کے فائدے کا

حصول اتحاد کے جذبے کے پیچھے کار فرما ہو تو پھر شاید نیتوں میں جھول اور دل میں کدورتوں کے باعث بد قسمتی سے اتحاد کا خواب شرمندہء تعبیر نہ ہو سکے۔ جمعیت علماء اسلام کا اتحاد مخلص احباب کی دیرینہ خواہش ہے۔

خدانخواستہ اگر اس بار بھی اتحاد یا اشتراک عمل کی کوششیں ماضی کیطرح ایک سراب ثابت ہوئیں تو یقیناً اس سے بڑھ کر ملک و ملت کیلئے کیا خسارہ ہو سکتا ہے۔ میری ناقص رائے میں اتحاد کے راستے میں اصل رکاوٹ قائدین نہیں بلکہ نچلی سطح پر چھوٹے پارٹی عہدیدار اور چند حاسدین ہیں۔ جنہوں نے دونوں جانب غلط فہمیوں کے ایسے جھوٹے پہاڑ کھڑے کر دیئے ہیں جنکے پیچھے سچائی اور اخلاص کے جذبے دب کے رہ گئے ہیں۔ ایک ضروری وضاحت یہ ہے کہ جمعیت میں کبھی عہدوں پر اختلاف نہیں تھا۔ بلکہ یہ اختلاف نظریاتی، سیاسی پالیسی، طریقہ کار اور سیکولر جماعتوں کیساتھ اتحاد کے سوال پر ابھرا۔ اور الحمدللہ اب امریکہ کی غیر معمولی جارحیت نے ایک حد تک فضا ہموار کر دی ہے۔ اب باہمی اتحاد و یکجہتی کو فراخ دلی سے بحال کرنے کی ضرورت ہے۔ خداوند تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں خلوص سے مل جل کر اسلام کی خدمت، دین کی سربلندی اور دشمنوں کی سرکوبی کیلئے شیر و شکر کر دے۔ آمین

مشرقی تیمور کی آزادی میں عالم عیسائیت (امریکہ اور مغرب) کا گھناؤنا کردار

گزشتہ ماہ عالم عیسائیت نے امریکہ اور مغربی ممالک کی سرپرستی میں عالم اسلام کے قلب میں ایک اور تیر پیوست کر دیا۔ جغرافیائی لحاظ سے سب سے بڑی اسلامی مملکت انڈونیشیا کی اہم معدنی ذخائر سے مالامال ریاست مشرقی تیمور خالصتاً طاقت، تشدد، غنڈہ گردی اور ایک گہری سازش کی بدولت بزور شمشیر دیکھتے ہی دیکھتے الگ کر دی گئی۔ لیکن عالم اسلام اس ننگی جارحیت پر ہمیشہ کی مانند گنگ رہا۔ کسی بھی اسلامی ملک نے بشمول پاکستان اس کی مذمت نہیں کی۔ معلوم نہیں کہ چشم فلک مسلمانوں کی بے غیرتی، بے عزتی، بے حسی اور بزدلی کے کون کون سے مناظر دیکھے گی کہ

ع　　مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

انڈونیشیا جس میں بے شمار جزائر واقع ہیں۔ تیمور کا جزیرہ بھی دو حصوں مین بٹا ہوا ہے۔ مشرقی تیمور میں عیسائی باشندوں کی اکثریت ہے۔ یہ عیسائی آسمان سے نہیں گرے بلکہ یہ قدیم انڈونیشین مسلمان باشندے تھے۔ جنہیں پرتگالیوں کے بعد ولندیزیوں نے اپنے دور حکومت میں جبراً یا پھر مشنریز کے ذریعے بھلا پھسلا کر عیسائی بنایا۔ ان لوگوں نے اپنے طویل اقتدار میں مسلمانوں کی فلاح وبہبود کیلئے کچھ بھی نہیں کیا لیکن جاتے جاتے فساد کا یہ تخم بو کر چلے گئے جیسا کہ انگریز برصغیر میں جاتے وقت مختلف صورتوں میں تخم ریزی کر گئے تھے۔ 1975ء میں جب استعمار اپنے داخلی انتشار اور آزادی کی جدو جہد کے نتیجے میں یہاں سے بھاگا تو مشرقی تیمور میں صدر سہارتو نے امریکہ کی مرضی سے اپنی افواج داخل کیں۔ اور یوں مشرقی تیمور کا قدیم حصہ انڈونیشیا میں شامل ہو گیا۔ بعد میں عیسائیوں کو مغربی قوتوں کی شہ حاصل ہو گئی اور انہوں نے منصوبہ بندی کیساتھ آزادی کی جدو جہد شروع کی۔ ایک خاص منصوبے کے تحت اقلیت کو اکثریت پر حاوی کیا جانے لگا۔ اور پھر مشرقی تیمور میں قدرتی وسائل کی بے پناہ دریافت نے امریکہ اور مغرب کو اور بھی بے چین کر دیا۔ انہوں نے سب سے پہلے انڈونیشیا کی کمزور حکومت پر آئی ایم ایف اور دیگر ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ذریعے اقتصادی دباؤ ڈالا۔ (جیسا کہ یہ لوگ ہمیشہ سے مسلم ممالک اور خصوصاً پاکستان کو آئی ایم ایف وغیرہ سے دھمکاتے آئے ہیں۔) پھر اقوام متحدہ جیسے بے انصاف ادارے نے مشرقی تیمور میں نام نہاد ریفرنڈم کا ڈھونگ رچایا۔ جسمیں تاریخی دھاندلی کی گئی۔ مشرقی تیمور سے متعلق سیکیورٹی کونسل کی کوئی قرارداد موجود نہیں اور نہ یہ مسئلہ کبھی سیکیورٹی کونسل میں پیش ہوا۔ انڈونیشیا کی حکومت نے مشرقی تیمور کی آزادی کو بھی قبول کر لیا لیکن پھر بھی وہاں پر عیسائی باشندوں نے حالات خراب کیئے رکھے اور تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں کو مشرقی تیمور سے بھاگنے پر مجبور کیا گیا اور کئی ہزار کو ہلاک کیا گیا جواب میں صرف سو عیسائی قتل ہوئے جس پر امریکہ اور مغرب کے ذرائع ابلاغ چیخ اٹھے اور نام ونہاد امن فوج نے جو حقیقت میں صلیبی خونی دستہ ہے آتے ہی جزیرہ میں مسلمانوں کیخلاف آپریشن شروع کر دیا۔ مسلمان مہاجر جو مشرقی تیمور کو مجبوراً چھوڑ رہے ہیں۔ عیسائی باشندے ان پر حملے کر رہے ہیں کئی مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا ہے۔ ایک جری

جہاز جس پر مسلمان جزیرے سے نکل رہے تھے حملے کے دوران 60 سے زیادہ افراد کو قتل کر دیا گیا۔ لیکن امن فوج کو مسلمانوں کا خون نظر نہیں آتا۔ کیا دنیا میں انسانی حقوق (Human Rights) صرف غیر مسلموں کا حق ہے۔ امریکہ اقوام متحدہ اور یورپ کی اس سے بڑھ کر منافقت کیا ہوگی کہ مشرقی تیمور میں عیسائیوں کی تحریک آزادی ان کیلئے قابل قبول ہے لیکن کشمیر میں جاری جدو جہد آزادی جو پچاس برس سے جاری ہے۔ اور جس کیلئے قرار دادیں اقوام متحدہ نے منظور کر رکھی ہیں کہ وہاں پر استصواب رائے ہوگا۔ لیکن کشمیر کے مسئلے پر امریکی وزارت خارجہ کے نمائندے جیمس روبن نے کہا کہ "امریکہ کی نظر میں کشمیر اور مشرقی تیمور میں کوئی مماثلت نہیں پائی جاتی۔" اس سے بڑھ کر بے انصافی اور کیا ہو سکتی ہے۔ پھر اسی طرح دو ماہ سے داغستان میں بھی آزادی کی تحریک کو مسلمان مجاہدین اپنے خون کا نذرانہ دے کر چلا رہے ہیں لیکن انہیں امریکہ و اقوام متحدہ کی کوئی حمایت حاصل نہیں۔ بلکہ امریکہ نے روس کو داغستانی مسلمانوں کی آزادی کی تحریک کچلنے کیلئے تعاون کی پیشکش کی ہے۔ مشرقی تیمور میں آزادی کی تحریک رومن کیتھولک چرچ کے زیر نگرانی منظم کی گئی۔ وہاں پر انہیں کسی نے بھی Fundamentalist نہیں کہا مگر داغستان کے مسلمانوں کیلئے امریکہ اور اس کے ذرائع ابلاغ کے ادارے مذہبی جنونی فنڈیمنٹیلسٹ وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے رہے ہیں۔ لیکن عالم اسلام عالم عیسائیت کی اس دورنگی و بے انصافی اور قتل و غارت پر ہمیشہ کی طرح خاموش ہے۔

قارئین کرام! بیسویں صدی کے اختتام سے قبل مسلمانوں کے خلاف چند ایسے امتیازی اقدامات کئے گئے جس سے امریکہ یورپ بلکہ پورے عالم کفر کی اسلام دشمنی مکمل طور پر عیاں ہو گئی ہے۔ یہ اقدامات اسلئے کئے گئے تاکہ مسلمانوں پر واضح کیا جاسکے کہ اکیسویں صدی بھی ہماری وحشت اور غنڈہ گردی کی صدی ہوگی۔ مثال کے طور پر متحدہ یورپ کا قیام، بوسنیا اور کوسوو میں مسلمانوں کا المناک قتل عام، چیچنیا اور داغستان پر روسی جارحیت، افغانستان اور عالم اسلام کے عظیم ہیرو اسامہ بن لادن اور امیر المومنین ملا محمد عمر پر امریکی جارحیت، جی ایٹ ممالک کی مسلم تحریکوں کیخلاف حالیہ کانفرنس، سی ٹی بی ٹی پر دستخط کیلئے پاکستان پر امریکی دباؤ، ملائیشیا میں اقتصادی و سیاسی

بحران پیدا کرنا، فلسطین اور اسرائیل کے درمیان وائی ریور معاہدہ کرانا، اردن میں فرمانروا شاہ عبداللہ سے عظیم مجاہد تنظیم حماس پر پابندی لگوانا، بھارت کیلئے سلامتی کونسل میں راستہ ہموار کرنا، کارگل سے حکومت پاکستان کو پسپائی اختیار کرنے کا حکم دینا اور معاہدہ واشنگٹن جیسے واقعات مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کیلئے کیا کافی نہیں؟ اگر مسلمانوں نے ہوش و عقل سے کام نہیں لیا تو ہر روز انہیں مشرقی تیمور اور کارگل جیسے سانحات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

داغستان کی تحریک آزادی، مجاہدین اور چیچنیا پر روسی جارحیت

افغانستان کے جہاد نے دنیا بھر میں آزادی و حمیت اور جذبہ حریت کی ایسی شمع روشن کی ہے جس سے دنیا بھر میں صدیوں سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے مسلمانوں میں آزادی کی ایسی آگ بھڑک اٹھی ہے کہ جسکی تپش سے غلامی واستعمار کی تمام زنجیریں پگھل کر رہ گئی ہیں۔ جس وقت روس کی سپر طاقت والی حیثیت قائم تھی امریکہ افغان مجاہدین کو آزادی کیلئے برابر شہہ دے رہا تھا کیونکہ اس وقت روس اسکا مقابل تھا۔ اب جب کہ داغستانی مجاہدین روس کے خلاف اٹھے ہیں تو امریکہ بھی روس کی طرح گھبرا گیا ہے۔ روسی فوج اس وقت چیچنیا پر مکمل بڑا حملہ شروع کر چکی ہے۔ روس نے چیچنیا پر یہ الزام لگایا ہے کہ ماسکو میں بموں کے دھماکے چیچنیا نے کروائے ہیں اور اس کیساتھ داغستانی مجاہدوں کو آزادی کیلئے ابھارا ہے اور انکی مکمل فوجی مدد کر رہا ہے۔ روسی طیاروں نے داغستان کے کئی دیہاتوں پر حملے کئے اور ہزاروں افراد کو شہید کر دیا۔ گزشتہ ہفتے سے چیچنیا کے تمام بڑے شہروں پر فضائی حملے شروع ہیں۔ لاکھوں افراد چیچنیا سے ہجرت پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ابھی کوسووو کے مسلمانوں پر سربی مظالم اور مہاجرین کی کسمپرسی کی داستان کی سیاہی بھی خشک نہ ہو پائی تھی کہ وسط ایشیا کے مسلمانوں پر بھی قیامت برپا کر دی گئی۔ اقوام متحدہ اور امریکہ نے روس کی اس تازہ جارحیت پر کوئی ایکشن نہیں لیا۔ چیچنیا نے چند سال قبل روس کو عبرتناک سبق سکھایا تھا اور بزور بازو آزادی حاصل کر لی تھی۔ شاید روس نے افغانیوں اور چیچن مجاہدین کا دیا ہوا درس عبرت بھلا دیا ہے اس لئے اس نے ایک بار پھر اپنے آپ کو قہر و غضب کا نشانہ بننے کیلئے مسلمانوں کو چھیڑا ہے۔ مسلمانوں نے روس کے دارالحکومت ماسکو اور اسکے کئی اہم شہروں کو پے در پے دھماکوں

سے اُدھ موا کر دیا ہے۔ یہ دھماکے بھی مکافات عمل کا نتیجہ ہیں۔ ایک وقت تھا کہ روس کی جارحیت کے ہاتھوں دنیا پریشان تھی اور کے جی بی کے ایجنٹوں نے پاکستان اور افغانستان میں کوئی ایسا شہر نہیں چھوڑا تھا جہاں اس نے دھماکے نہ کئے ہوں۔ روس میں بم دھماکوں کے نتیجے میں لگ بھگ پانچ سو افراد مر چکے ہیں۔ جس سے روس لرزا اٹھا ہے اور غصے میں چیچنیا پر دوبارہ چڑھ دوڑا ہے لیکن چیچن اور داغستانی مجاہدین جو امام شامل کے صحیح وارثین ہیں نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور اطلاعات کیمطابق روسی افواج کو دندان شکن جواب دے رہے ہیں۔ ہماری دعائیں اپنے چیچن اور اغستانی مجاہدوں کیلئے وقف ہیں۔ خداوند انہیں اپنے مقدس جہاد میں کامیابی اور سرفرازی سے ہمکنار کرے۔

---------☆☆☆-----------

ملک میں فرقہ وارانہ تشدد کی لہر' تحریک طالبان پر حکمرانوں کا الزام' اور اس آگ کو بجھانے کی ایک مثبت کوشش

مسلمانوں اور حکمرانوں کے نامہ اعمال کی وجہ سے ملک و ملت جس افراتفری اور طوائف الملوکی کے شکار ہیں اسکی نظیر ماضی میں بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ خصوصاً فرقہ واریت کے عفریت نے تو پورے مسلم معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ گزشتہ دو مہینے سے شیعہ سنی فساد کے نام سے جو نقصان دین، مدارس اسلامیہ، مذہبی جماعتوں، مجاہد تنظیموں اور خصوصاً پاکستان کو پہنچایا جارہا ہے۔ دراصل اس کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش نظر آتی ہے۔ جسکے پیچھے براہ راست امریکہ اور مسلم لیگی حکومت کے حکمران میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کار فرما ہیں۔ اور انھوں نے ان فسادات کی ذمہ داری تحریک طالبان پر ڈالی ہے۔ جس پر انکی پالیسیوں اور عقل پر سوائے ماتم کے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن پھر ملک میں حالیہ تشدد کی لہر کس نے اٹھائی؟ اور کس لئے اٹھائی؟۔ ہمارے سامنے یہ دو اہم سوال ابھرتے ہیں۔

قارئین کرام! ملک میں ان دنوں امریکہ کو خوش کرنے کیلئے "شریف" براوران جو کچھ کر رہے ہیں تو ان حالات میں صاف نظر آرہا ہے کہ خدانخواستہ (خاکم بدہن) ملک و ملت دونوں

صرف چند ماہ کے مہمان ہیں۔ پہلے انہوں نے اقتصادی اور دینی لحاظ سے ملک کو نڈھال کیا پھر انہوں نے کشمیر جو ہماری شہ رگ ہے پر سودابازی کی۔ کارگل کے مسئلے پر فوج اور عوام کی فتح اور مجاہدانہ جذبے کو امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے قربان کردیا۔ اسکے بعد حکومت نے سی ٹی بی ٹی اور دیگر معاہدات پر دستخطوں کی حامی بھرلی۔ اب انہوں نے تشدد کی موجودہ لہر از خود اٹھائی کہ اسکے نتیجے میں دینی مدارس، عسکری تنظیموں، مذہبی جماعتوں کیخلاف فسادات کو ثبوت کے طور پر پیش کرکے انکے خلاف کاروائی کی جاسکے۔ اور انہیں بدنام کیا جائے۔ یوں امریکہ 'بزدل' کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا جائے کہ پاکستانی حکمران آپکے مسلم کش مکروہ عزائم میں برابر کے شریک ہیں اور آپکے نیو ورلڈ آرڈر کیلئے پاکستانی قوم اور مذہبی جماعتیں خطرہ نہیں بن سکتیں نیز اگر آپ مستقبل قریب میں افغانستان اور عظیم ہیرو اسامہ بن لادن پر حملہ کرنا چاہیں تو ہم نے پاکستانی عوام کو تحریک طالبان اور مذہبی جماعتوں کیساتھ ہمدردی رکھنے سے ان فسادات کے ذریعے دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اب آپ کیلئے ہم نے افغانستان پر حملے کیلئے تمام راستے صاف کردیئے ہیں۔

دوسرا اہم سوال جو حکمرانوں اور امریکہ کیلئے دردسر بنا ہوا ہے وہ پاکستان کے دو اہم ترین صوبوں (سرحد اور بلوچستان) میں تحریک طالبان اور دینی جماعتوں کا بڑھتا ہوا اثرو رسوخ ہے۔ جہاں روز بروز تحریک طالبان کے طرز پر انقلاب کی بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ خصوصاً صوبہ سرحد اور بلوچستان میں لوہا مکمل طور پر گرم ہوچکا ہے۔ اور اسیطرح پورے ملک میں بھی اسلامی انقلاب اور تحریک طالبان کیلئے فضا ہموار ہوچکی ہے۔ حکومت کے دو اہم راہنماؤں نے یہ بیان دے کر پوری پاکستانی قوم بلکہ امت مسلمہ کے جذبات کو سخت ٹھیس پہنچائی ہے۔ طالبان حکومت نے پھر بھی بڑے صبر و تحمل و دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ اور انہوں نے پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی سے مکمل لاتعلقی کا اعلان کیا ہے۔ لیکن انہوں نے اس بات کا شکوہ بھی کیا ہے کہ ہمارے اکثر مخالفین افغانستان میں طالبان کے خلاف کاروائیاں کرکے پاکستان کے مہاجر کیمپوں میں روپوش ہو جاتے ہیں۔ پھر اسی طرح ہمارے مخالفین کے بڑے بڑے کیمپ اب بھی چترال باجوڑ ایجنسی اور کراچی کے بعض علاقوں میں مکمل طور پر ہمارے خلاف سرگرم عمل ہیں اور باقاعدہ آئی ایس آئی اور دیگر

ادارے انہیں سپورٹ بھی کررہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں قندھار میں امیر المومنین ملا محمد عمر کو ہلاک کرنے کی سازش تیار کرنے والے مجرم کو پاکستان ہی میں گرفتار کیا گیا ہے جس نے کئی بے گناہ طالبعلموں کو شہید کیا۔ اور اس مجرم کو حکومت مکمل تحفظ فراہم کررہی ہے۔ لیکن ہم نے پھر بھی حکومت پاکستان سے کوئی احتجاج نہیں کیا اور پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے محسن ملک کے خلاف تخریب کاری کریں۔ اگر یہ تخریب کاری طالبان کررہے ہیں تو پھر طالبان اپنے مدارس کے اساتذہ اور اپنے مسلک کے لوگوں کو کیسے مار سکتے ہیں۔ حالیہ فسادات کے بارے میں حکومت کے تضادات سب کے سامنے ہیں۔ وزیر داخلہ نے اس کا الزام بھارت کی خفیہ تنظیم 'را' پر لگایا پھر پنجاب کے خودسر وزیر اعلیٰ شہباز "شریف" نے اس کا الزام سپاہ صحابہ پر لگایا بعد میں انہوں نے تحریک طالبان پر اس کا الزام تھوپ دیا۔ دو روز بعد وزارت خارجہ نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے بیان کی تردید کی لیکن پھر خود ملک کے وزیر اعظم نے ٹی وی اور پریس کے نمائندوں کے سامنے تخریب کاری کے الزامات تحریک طالبان بلکہ امیر المومنین پر براہ راست لگائے۔ آئے روز حکمرانوں کی قلابازیوں سے ان کا اعتماد عوام میں بری طرح مجروح ہوا ہے۔ ہمارے ملک کے وزیر اعظم تحریک طالبان کے خلاف صدر کلنٹن بھارتی وزیر اعظم واجپائی اور روس کے یلسن کے ہم زباں ہو گئے ہیں۔ واجپائی نے کشمیر میں جاری تحریک آزادی کا الزام طالبان کے سر تھوپا ہے۔ اسی طرح مصر کے صدر حسنی مبارک نے بھی اپنے مخالفین کی کاروائیوں کو تحریک طالبان کا شاخسانہ قرار دیا ہے۔ روس نے بھی داغستان میں جاری تحریک آزادی کا الزام طالبان کے سر لگایا ہے۔ اب میاں صاحب بھی اسلام کے رقیبوں بلکہ کفر کے ہم زباں ہو گئے ہیں-- ان تمام سازشوں کو روکنے کیلئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے فوری طور پر اسلام آباد میں تمام مذہبی جماعتوں کو ایکساتھ مل جل کر بیٹھنے کی ایک بہت ہی مفید اور دوررس نتائج کی حامل کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جس میں ملک کی تمام دینی سیاسی اور مسلکی گروہوں اور پارٹیوں نے بھرپور شرکت کی۔ ان میں سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ کی اعلیٰ قیادت نے بھی سنجیدگی کیساتھ شرکت کی۔ اسیطرح دیگر پارٹیوں میں جمعیت علماء اسلام (ف)' جماعت اسلامی پاکستان، جمعیت علمائے پاکستان' جمعیت اہلحدیث' پاکستان

علماء کونسل وغیرہ کی اعلیٰ قیادتوں نے شرکت کی۔ اجلاس جو کئی گھنٹوں پر محیط تھا، نے حالیہ تشدد کی لہر کو حکومتی ایجنسیوں کی کاروائی قرار دیا۔ اور موجودہ فسادات سے سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ نے ملوث ہونے سے قطعی طور پر انکار کیا۔ اس اجلاس کو ملک و ملت کے سنجیدہ حلقوں نے بہت ہی اچھے انداز میں سراہا اور اسکو اتحاد و یک جہتی کیلئے ایک سنگِ میل قرار دیا۔ اجلاس میں کئی اہم قرار دادیں بھی پیش کی گئیں۔ امت کی یکجہتی واخوت اور باہمی اعتماد کیلئے یہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی پہلی کوشش نہیں تھی بلکہ اس سے قبل بھی مولانا مدظلہ نے متحدہ شریعت محاذ' متحدہ علماء کونسل' متحدہ دینی محاذ اور ملی یکجہتی کونسل جیسے بڑے پلیٹ فارم ملک و ملت کو فراہم کیے۔ لیکن بدقسمتی سے چند مخصوص عناصر اور مختلف حکومتوں نے ان مذہبی جماعتوں کے اتحاد کو اپنے لئے ہمیشہ خطرہ جانا اور پھر اپنوں اور غیروں نے سازشوں کے ذریعے ان اتحادوں کو مستقل اور دیرپا نہ رکھنے کیلئے ان میں توڑ پھوڑ شروع کردی گئی۔ لیکن الحمدللہ اس بار پھر حضرت مولانا مدظلہ نے بڑی کامیابی کیساتھ مختلف الخیال مذہبی جماعتوں کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا ہے جس سے دشمنانِ اسلام کے ارادے بکھر کر رہ گئے ہیں۔ قوم کی نگاہیں مسلم لیگ حکومت اور گرینڈ ڈیموکریٹک الائنس کو چھوڑ کر اس نئے ابھرتے ہوئے اسلامی اتحاد کی طرف اٹھ گئیں ہیں۔ خدا کرے یہ پلیٹ فارم ملک سے فرقہ واریت اور انگریزی سیکولر نظام کو جڑ سے پھینکنے کا باعث ثابت ہو۔

الحق کے پینتیسویں سال کا آغاز

الحمدللہ ماہنامہ الحق اپنی زندگی کی چونتیس بہاریں مکمل کرنے کے بعد اسی ماہ پینتسویں منزل میں قدم رکھ رہا ہے بلکہ اسکے ساتھ اکیسویں صدی کے دروازے پر بھی دستک دے رہا ہے۔ الحمدللہ یہ مجلہ اپنے جلو میں ایک تاریخ اور علم و معرفت کا ایک بیش بہا ذخیرہ سمیٹے ہوئے ہے۔ جن نامساعد حالات میں دارالعلوم حقانیہ نے اس رسالے کا آغاز کیا تھا۔ دنیا کو اتنی توقع نہ تھی کہ یہ مجلہ ایک طویل عرصہ تک اسی آب و تاب اور بغیر کسی ناغہ کے جاری رہیگا۔ لیکن قارئین الحق کے بھرپور تعاون سے ہم اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں جس نے ہمیں اتنی خدمت کی توفیق بخشی۔ کہ آج الحق نہ صرف ایک موثر آواز ہے بلکہ یہ ایک مکمل مکتبہ فکر اور ایک مستقل تحریک کا نام ہے ہم اس پر اظہار مسرت کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جسطرح اس مجلہ نے بیسویں صدی میں ایک متحرک کردار ادا کیا۔ اسیطرح انشاءاللہ اکیسویں صدی میں بھی دین حق کے پھیلانے کیلئے کوشاں اور دشمنانِ دین کیلئے سد سکندری ثابت ہوگا۔

اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام

ماہنامہ الحق کی اشاعت خاص کے عنوانات

قارئین اور مضمون نگار حضرات مندرجہ عنوانات میں سے جس موضوع پر لکھنا چاہیں تو ادارہ "الحق" کو آگاہ کریں۔

اکیسویں صدی اور عالم اسلام

(۱) ۔ ۔میں عالم اسلام کا کردار

(۲) ۔ ۔کے تقاضوں سے کیا عالم اسلام لیس ہے؟

(۳) ۔ ۔میں عالم اسلام عصر حاضر کا مقابلہ کر سکے گا؟

(۴) ۔ ۔کیا اسلام کی صدی ثابت ہو گی؟

(۵) ۔ ۔میں کیا مسلم اتحاد کا خواب شرمندہ تعمیر ہو سکے گا؟

(۶) ۔ ۔عالم اسلام، امریکہ اور مغرب کے تعلقات

(۷) ۔ ۔اور ایٹمی پاکستان کا کردار

(۸) ۔ ۔اور اقوام عالم کی تیاریاں

(۹) ۔ ۔اور تحریک طالبان افغانستان

(۱۰) ۔ ۔اور عالم اسلام کی اقتصادیات

(۱) ۔ ۔میں عالم اسلام اور سائنس و ٹیکنالوجی

(۱۲) ۔ ۔میں مسلم نوجوان کی ذمہ داریاں

(۱۳) ۔ ۔میں آزادی قدس و فلسطین اور اسرائیل کے عزائم

(۱۴) ۔ ۔اور تحریک آزادی کشمیر

(۱۵) ۔ ۔پاک بھارت تعلقات کا جائزہ

(۱۶) ۔ ۔میں اسلامی قیادت کا سنگین بحران

(۱۷) ۔ ۔میں اسلامی جرائد، اخبارات یعنی دینی صحافت کیا کردار ادا کرینگے؟

(۱۸) ۔ ۔میں علماء کا کیا کردار ہونا چاہیئے؟

(۱۹) ۔ ۔میں دینی مدارس کے اہمیت وافادیت

(۲۰) ۔ ۔میں کیا دینی مدارس اکیسویں صدی کے تقاضے پورے کر رہے ہیں؟

(۲۱) ۔ ۔اور عربی، انگریزی زبانوں کی اہمیت

(۲۲) ۔ ۔میں عالم اسلام حاکم یا ہمیشہ کی طرح محکوم

(۲۳) ۔ ۔میں اردو زبان کا مقام و مرتبہ

(۲۴) ۔ ۔کا ادب اور اس کے جدید تقاضے

(۲۵) ۔ ۔میں جدید تعلیم کا حصول اور شرح خواندگی میں اضافہ ناگزیر ہے

(۲۶) ۔ ۔میں اسلام اور نیوورلڈ آرڈر کا ٹکراؤ کیا متوقع ہے۔

(۲۷) ۔ ۔میں ابھرنے والی بڑی طاقتوں کا

ایک جائزہ جائزہ

(۲۸) ۔ ۔اور متحدہ یورپ یعنی یورو اور اسکے عزائم

(۲۹) ۔ ۔اور تیسری جنگ عظیم کے ممکنہ خطرات

(۳۰) ۔ ۔میں متوقع بڑی جغرافیائی' سیاسی' تمدنی تبدیلیاں

(۳۱) ۔ ۔اور جہاد

(۳۲) ۔ ۔اور مواصلات

(۳۳) ۔ ۔میں عالم اسلام اور عالم نصرانیت کے تعلقات

(۳۴) ۔ ۔ میں کیا عالم اسلام کو نئی صلیبی جنگوں کا خطرہ درپیش ہے ؟

(۳۵) ۔ ۔میں کیا بے حمیت مسلم حکمرانوں سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکے گا؟

(۳۶) ۔ ۔میں کیا مظلوم قوموں کی دادرسی کی جا سکے گی ؟

(۳۷) ۔ ۔میں اقوام متحدہ کی حیثیت اور اسکے کردار کا تعین

(۳۸) ۔ ۔میں امریکہ کا کردار

(۳۹) ۔ ۔میں عالم اسلام کیلئے کمپیوٹر انٹرنیٹ اور جدید مواصلاتی ذرائع ابلاغ کا استعمال ناگزیر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بیسویں صدی ایک جائزہ

(۱) ۔ ۔ اور اسلامی تحریکات

(۲) ۔ ۔میں عالم اسلام کا کردار

(۳) ۔ ۔میں استعمار کے چنگل سے' عالم اسلام کی آزادی

(۴) ۔ ۔میں عالم اسلام کے اہداف

(۵) ۔ ۔میں کیا وہ اہداف پورے ہوئے ؟

(۶) ۔ ۔میں عالم اسلام کی اقتصادی صورتحا

(۷) ۔ ۔کی ترقی میں عالم اسلام کا حصہ

(۸) ۔ ۔اور اسلامی انقلابات

(۹) ۔ ۔اور تحریک آزادی

(۱۰) ۔ ۔اور جہاد افغانستان

(۱۱) ۔ ۔اور دار العلوم دیوبند کا کردار

(۱۲) ۔ ۔اور دار العلوم حقانیہ کا کردار

(۱۳) ۔ ۔ ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کا کردار

(۱۴) ۔ ۔اور اسلامی ادب

(۱۴) ۔ ۔اور مسلم حکمران

(۱۵) ۔ ۔اور تحریک پاکستان

(۱۶) ۔ ۔عالم اسلام اور سائنس.

(۱۷) ۔ ۔اور عالم اسلام کی جہادی تحریکات

(۱۸) ۔ ۔اور مشاہیر امت کے کارنامے

(۱۹) ۔ ۔میں دینی صحافت کا کردار کیا رہا؟

(۲۰) ۔ ۔اور تحریک طالبان افغانستان

درس ترمذی شریف

افادیت : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مد ظلہ العالی

ضبط وترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

نظامِ اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کے کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

سرکے کی فضیلت ' فوائد ' ادام کی حقیقت '
مسئلہ حنث اور زھد و قناعت کی تلقین

باب ماجاء فی الخل :(باب سرکے کے متعلق)

(ا)حدثنا الحسن بن عرفة ثنا مبارك بن سعيد اخو سفيان بن سعيد عن سفيان عن ابى الزبير عن جابر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال نعم الادام الخل۔ (ترجمہ) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرکہ کتنا بہترین سالن ہے۔ (۲) حدثنا ابوكريب ثنا ابوبكر بن عياش عن ابى حمزة الشمالى عن الشعبى عن ام هانى بنت ابى طالب قالت دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالِ هل عندكم شئ فقلت لا الا كسر يابس و خل فقال النبى صلى الله عليه وسلم فما اقفر بيت من ادم فيه خل۔(ترجمہ) حضرت ام ھانی بنت ابی طالب فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور پوچھا: کہ کیا کھانے پینے کو کچھ ہے۔میں نے عرض کیا نہیں البتہ سوکھی روٹی کے چند ٹکڑے اور سرکہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لے آیئے وہ' گھر جس میں سرکہ ہو سالن سے خالی نہیں کہلایا جاسکتا۔

(۳) حدثنا عبده بن عبدالله الخزاعى البصرى ثنا معاوية بن هشام عن

سفیان عن محارب بن اثار عن جابر عن النبی ﷺ قال : نعم الادام الخل۔
(ترجمہ) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : سرکہ کتنا بہترین سالن ہے۔

(۴) حدثنا محمد بن سهيل بن عسكر البغدادی ثنا يحيیٰ بن حسان نا سليمان بن بلال عن ہشام بن عروة عن أبيه عن عائشه أن رسول الله ﷺ قال: نعم الادام الخل۔ (ترجمہ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : سرکہ بہترین سالن ہے۔ (۵) حدثناعبدالله بن عبدالرحمان ثنا يحيیٰ بن حسان عن سليمان بن بلال بهٰذا الاسناد نحوه الأية قال: نعم الادام الخل۔ (ترجمہ) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : سرکہ بہترین سالن ہے۔

لیکن اس میں راوی کو "ادام" یا "ادم" کے الفاظ میں شک ہے۔

غرض انعقاد باب : یہاں سے سرکہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ سرکہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے میں سے ایک نعمت ہے۔ اسکے فوائد بھی ہیں' برکات بھی اور خواص بھی ہیں۔ طبی لحاظ سے اطباء کا اسکے فوائد اور نافعیت پر اتفاق ہے۔ صفراء' بلغم اور دیگر کئی امراض کے لئے قاطع اور دافع ہے۔ سمیات کیلئے بے حد مفید ہے۔ تیزابیت کو ختم کرتا ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو ختم کرتا ہے۔ کھانے کیلئے مفید ہے۔ اشتہاء کھلتی ہے۔ اسمیں دقت اور محنت بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ ہر وقت میسر ہوتا ہے۔ تکلفات سے بعید تر ہے۔ حدیث میں اس کیلئے برکت کی دعا منقول ہے۔ ارشاد ہے کہ سرکہ انبیاء کا سالن رہا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ سرکہ بھی ایک ایسی عنایت ہے کہ اسکو نعمت سمجھو' سالن کے طور پر استعمال کرو۔ جس گھر میں سرکہ موجود ہو اس گھر میں گویا سالن موجود ہے اور قناعت کر کے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

جس گھر میں سرکہ موجود ہو : اگر اللہ نے تمہیں گھر میں سرکہ عنایت فرمایا ہے تو کبھی یہ نہ سمجھنا کہ آج ہمارے گھر میں ہانڈی نہیں پکی' سرکہ موجود ہے گویا عمدہ ترین سالن موجود ہے۔ لوگ پیاز اور نمک سے بھی روٹی کھا لیتے ہیں مگر سرکہ تو عمدہ سالن ہے اور انبیاء علیہ السلام کا سالن ہے اور باب حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ جس گھر میں سرکہ موجود ہو وہ محتاج نہیں ہیں

یعنی ان کو سالن کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔

لفظ الادم کی تحقیق : نعم الادام الخل 'سرکہ عمدہ سالن ہے۔ ادام اُدم بروزن کتب جمع ہے۔ فلک کے وزن پر بھی آتا ہے۔ اسد کے وزن پر بھی آتا ہے۔ فلک جب قفل کے وزن پر ہو تو مفرد ہے اور اگر اسد کے وزن پر ہو تو جمع ہے۔ اُدم میں افراد بھی ہے اور جمع بھی' سالن کو کہتے ہیں۔

قال في النهاية الادام بالكسر والادم بالضم ما يوكل مع الخبز اى شي كان انتهى ۔ امام نووی فرماتے ہیں "ادام بكسرالهمزه ما يوتدم به "کو کہتے ہیں۔ وادم جمع الادام بضم الهمزة والدال كاهاب و اهب و كتاب و كتب والادم باسكان الدال مفرد كادام ۔

طعام کی مدح و مذمت : ادام کی اصل حقیقت کیا ہے' اس بحث سے پہلے یہاں یہ بھی واضح کر دیا جائے۔ اس حدیث میں تو خل (سرکہ) کی تعریف آئی ہے اور شمائل میں ہے ان رسول الله ﷺ لا يمدح الطعام ولا يذمه وجہ ظاہر ہے کہ مدح ذاتی حرص پر دال ہے اور مذمت عجب و نخوت پر دلالت کرتی ہے جبکہ آنحضرت ﷺ ان دونوں سے محفوظ اور معصوم تھے۔ جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے کھانے کی مدح نہیں فرمائی بلکہ آپ نے نعم الادام الخل سے ان لوگوں کی دل شکستگی کا ازالہ فرمایا جن کے گھروں میں سرکہ کے سوا دوسرا سالن نہیں ہوتا۔

ایک اشکال اور اس کا جواب : نعم الادام الخل یہ روایت بالمعنی ہے۔ حقیقت میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا فما افقر بيت فيه خل ۔بیت موصوف اور فيه خل جملہ اسمیہ اس کی صفت واقع ہوا ہے اور من ادم درمیان میں اجنبی ہے کیونکہ نہ یہ بیت کا عامل ہے اور نہ اس کا معمول ہے اور ایسے فيه خل کا نہ عامل نہ معمول تو فصل بالا جنبی لازم آیا۔ جواب یہ ہے کہ محققین فرماتے ہیں کہ ہمیں اس کا تعین نہیں ہے کہ روایات کے الفاظ آپ ﷺ نے فرمائے ہوں۔ اغلب یہ ہے روایت بالمعنی کی وجہ سے وہ الفاظ قابل حجت نہیں رہتے۔ دوسرا جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ بیت ذُوالحال اور فيه خل اس سے حال ہے۔ جو بیت ذوالحال نکرہ تحت النفی وارد ہے جو من ادم کی وجہ سے نکرہ مخصصہ بن جاتا ہے۔ لہٰذا اب یہ تقدیم جائز ہو گی یا ذُوالحال اور حال میں فصل بالا جنبی جائز ہو یا یہ کہ

کوئی فاصل ایسا ہو کہ اس کا ماقبل اور مابعد یہ تینوں کسی فعل کے معمول بن رہے ہوں تو پھر اجنبی نہیں رہے گا۔ اس جگہ یہ تینوں اقرء کے معمول بن رہے ہیں۔ اب کوئی اشکال باقی نہیں رہا۔

ادام کی حقیقت کیا ہے: ادام (سالن) کا اصل مفہوم کیا ہے۔ اس سلسلہ میں فقہاء اور محدثین نے تفصیل سے فقہ اور شروح حدیث میں بحث کی ہے یعنی کون سی چیز ہے جو ادام (سالن) کا مصداق بنتی ہے اور کون کون سی شیٔ ہے جو سالن نہیں بن سکتی ہے۔ اگر ایک شخص نے حلف کیا کہ میں ادام (سالن) نہیں کھاؤں گا تو وہ کس کس چیز کے کھانے سے حانث ہو سکتا ہے اور وہ کونسی شیٔ ہے کہ قسم اٹھانے کے بعد اس کے کھانے سے وہ حانث نہیں ہوگا۔

محققین کی دو آراء: بعض حضرات کہتے ہیں کہ ادام 'موادمت سے ہے جس کا معنی موافقت ہے۔ جب ایک چیز دوسری چیز سے جوڑ کھائے لہٰذا ہر وہ چیز جو روٹی کے ساتھ بطور سالن کے موافقت کھائے ادام ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ ادومت سے ہے۔ ادومت کہتے ہیں رنگنے کو جس کو اصطباغ بھی کہتے ہیں۔ جس چیز سے روٹی میں رنگ آئے اصطباغ ہو اس کو ادام کہتے ہیں۔ یہ ادام بھی تو اس سے ماخوذ ہے۔ آدم کو اس لئے آدم کہتے ہیں کہ اس کا رنگ نمایاں ہے۔ اس کی چمڑی رنگین ہے اور ظاہر ہے۔ اسی رنگ 'چمڑی اور ملاحت کی وجہ سے اسے آدم کہتے ہیں۔

متنبّی کا ایک شعر: متنبی کہتے ہیں (قافیۃ الالف میں ہے)

فبایّما قدم سعیت الی العلٰی ادم الهلال لاخمصیك حذاء

متنبّی تو مبالغہ کی حد کر دیتا ہے۔ اس شعر میں ممدوح سے کہتا ہے تم کونسے قدموں کے ساتھ اسقدر عظمت و بلندی تک پہنچے ہو۔ یہ تو وہ بلند ترین مقام ہے کہ جسمیں چاند کی چمڑی کو ادھیڑ کر اس سے جوتے بنائے گئے اور ان جوتوں پر العلی (بلندی) پر رسائی حاصل کی گئی۔ یہ عظمت و رفعت کا وہ بلند ترین مقام ہے جہاں تک اس دور کے راکٹ اور سیارے بھی نہیں پہنچ سکتے۔

متنبّی کے کلام میں زبان و ادب کے وہ بلند اشارات' تلمیحات اور تشبیہات ہیں کہ اس سے طلباء کی علمی اور فکری صلاحیتوں کو خوب خوب جلا حاصل ہوتی ہے۔ جو حضرات کہتے ہیں کہ ادام' موادمت سے ہے ان کے نزدیک وہ سالن نہیں ہے جس سے روٹی میں اصطباغ نہ آئے۔ انگور'

کھجور، سرکہ، یہ سب ان کے نزدیک سالن نہیں ہے۔

سرکہ اور مسئلہ حنث : جبکہ دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ مدلومت کا معنی موافقت ہے۔ روٹی اور سالن میں موافقت کو دیکھا جائے گا۔ روٹی کس چیز سے کھائی جاسکتی ہے۔ انگور، کھجور اور سرکہ سے کھائی جاسکتی ہے۔ موافقت آجائے تو سالن ہے۔ لہٰذا سرکہ بھی موافق ہے۔ اگر قسم اٹھائی کہ سالن نہ کھاؤنگا اور سرکے کیساتھ کھالیا تو حانث ہو جائے گا۔ جیساکہ حدیث باب سے بھی یہ صراحتاً واضح ہے کہ اگر کوئی شخص یہ قسم کھالے کہ میں سالن سے روٹی نہیں کھاؤنگا، پھر سرکہ سے روٹی کھالے تو حانث ہوگا کہ سرکہ کا سالن ہونا اس حدیث سے صراحتاً ثابت ہے۔ امام اعظمؒ فرماتے ہیں فقہ کے بعض مسائل عرف پر مبنی ہوتے ہیں۔ ایمان کا مبنیٰ عرف پر ہے۔ عرف میں جو چیز سالن کہلاتی ہے یا سالن کے طور پر استعمال ہوتی ہے، مثلاً سیخ کباب، خشک گوشت وغیرہ۔ جب عرف میں روٹی کیساتھ کھائے جاتے ہیں اب وہ سالن کہلائے گا خواہ اسمیں اصطباغ ہو یا نہ ہو، موافقت ہو یا نہ ہو۔

زہد و قناعت کی تلقین : جو لوگ کہتے ہیں کہ الخل سے مراد سالن نہیں ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضور اقدس ﷺ کی زہد اور قناعت کی تلقین ہے۔ اسی طرح حدیث میں یہ جو آیا ہے کہ گندم کی روٹی بذات خود ایک عمدہ سالن ہے، اس کا مقصد یہ نہیں کہ روٹی کو سالن کہہ دیا گیا۔ مقصد قناعت کی تلقین ہے کہ جب حالات اور وسائل میں وسعت نہ ہو اور صرف گندم کی روٹی مل جائے تو اس پر بھی قناعت اختیار کرلو۔ بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے پینے میں اعتدال میانہ روی اختیار کرنا اور اپنے نفس کو لذیذ چیزوں سے باز رکھنا عنداللہ مطلوب ہے۔

قال الخطابی معنی الحدیث مدح الاقتصاد فی الماکل و منع النفس عن ملا ذالاطعمة کانه یقول ائتد موا بالخل و ما کان فی معناه مما تخف مونته ولا یعز وجوده ولا تتنسان قوا فی الشهوات فانها مفسدة لدین مسقمة للبدن و ذکر النودی کلام الخطابی هذا ثم قال والصواب الذی ینبغی ان یجزم به انه مدح للخل نفسه وا ماالاقتصاد فی المطعم و ترک الشهوات فمعلوم من قواعد آخر۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۳، ص ۹۶)

حضور ﷺ ام ہانی کے گھر میں : عن ام هانی بنت ابی طالب ام ھانی حضرت علیؓ کی بہن

ہے۔ گویا حضور اقدس ﷺ کی چچازاد بہن ہے۔ بنت العم قالت دخل علی الرسول ﷺ، حضور اقدس میرے گھر تشریف لائے۔ یہ کونسا موقع تھا؟ یہ فتح مکہ کا موقع ہے جب مکۃ المکرمہ فتح ہوا اور حضرت ام ھانی کا گھر حرم سے قریب تھا، اس وقت حرم شریف محدود تھا۔ ام ھانی کے گھر میں حرم سے قرآن کی آواز سنائی دیتی تھی۔ حرم کے متصل ان کا گھر تھا۔ یہ انتہائی تعب اور صبر و تحمل اور مشقت کا دن تھا۔ حضور ﷺ اس روز صعب ترین مرحلوں سے گذرے تھے۔ مکہ مکرمہ فتح فرمایا، بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک فرمایا، تھکے ماندے سر پہ خود اور مسلح، جب فارغ ہوئے تو ام ھانی کے گھر استراحت کے لئے تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا--

رشتہ داروں کے گھر میں کھانا طلب کرنا : هل عندکم شی یہ اپنوں کا گھر تھا، تکلف نہ تھا۔ معلوم ہوا انسان اپنے بے تکلف رشتہ داروں کے گھر کھانے پینے کی اشیاء کا بے تکلفی سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ یہ سوال نہیں، یہ گناہ نہیں بلکہ سنت ہے۔

فقلت لا میں نے صاف اور بے تکلفی سے کہہ دیا کہ نہیں ہے۔ غربت تھی، افلاس تھا۔ الاکسر یابسة مگر خشک ٹکڑے ہیں جو باقی رہ گئے ہیں جمع کسرة وہی قطعة من الشی المکسور والمراد ھنا کسر الخبز ۔ گویا اسے حجاب تھا کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں یہ خشک ٹکڑے کیسے پیش کرے اور کچھ سرکہ بھی تھا۔

ضروریات بشریہ اور حضور ﷺ کا معمول : حضور ﷺ نے فرمایا قربیه، جو کچھ بھی ہے میرے پاس لایئے، تکلف نہ کیجئے۔ سرکہ لایا گیا، حضور ﷺ نے روٹی کے خشک ٹکڑوں کو بھگو کر سرکہ ڈال کر تناول فرمایا۔ حضور اقدس ﷺ کی کس قدر سادہ زندگی تھی، آپ کی نگاہ میں کھانا پینا صرف مجبوری اور اضطرار کا درجہ رکھتا تھا، ضرورت کے وقت جو میسر ہوا، جیسا موجود ہوا تناول فرمالیا کہ کھانا زندگی کی ضرورت سے تھا۔ وہاں مقصد زندگی دین کی اشاعت اور اس کی بلندی تھی اور ضروریات بشریہ مجبوری کے درجہ میں پوری کرلی جاتی تھیں۔ بہر حال خشک ٹکڑے اور سرکہ موجود ہو تو یہ بھی فقر و افلاس اور غربت نہیں، اللہ کا فضل ہے۔ فما افقر بیت فیه خل جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی گھر نہیں ہے۔

<u>قفر کا معنی</u> : آپ نے یہ شعر تو بارہا پڑھا اور سنا ہے -

قبر حرب من بمكان قفر ــــــ ليس قرب قبر حرب قبر

قفر خالی چیز کو کہتے ہیں۔قال الجزری فی النهاية ای ما خلا من الادام ولا عدم اهله الادم والقفار الطعام بلا ادم و اقفر الرجل اذا اكل الخبز وحده من القفر والقفار ہی الارض الخالية التی لا ماء بها۔یہی مضمون ایک حدیث میں یوں بھی آیا ہے کہ جس گھر میں کھجور ہو وہ لوگ خود کو سالن کا محتاج نہ کہیں۔ جس گھر میں کھجور بھی نہ ہو تب وہ بھوکے کہلائے جاسکتے ہیں۔ مقصد زہد و قناعت کی تلقین ہے۔

<u>ام ہانی سے امام شعبیؒ کی ملاقات</u> : و ام ہانی ماتت ۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ امام شعبی کی ام ہانی سے ملاقات کیسے ہوئی تو یہ اس کا جواب ہے کہ ان کا انتقال تو حضرت علیؓ سے بھی بعد میں ہوا ہے۔وہ خلافت راشدہ کے سارے دور میں حیات تھیں۔ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں بھی زندہ رہیں۔ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد تک جب وہ زندہ رہیں تو امام شعبی کی ملاقات ممکن ہوگئی۔(۱)

---

(۱) **قوله بعد حديث** ام هانی و ام هانی ماتت بعد علی بن ابی طالب بزمان قلت هذا القول جواب عن دخلٍ مقدر وهو ان الشعبی لم يعرف سماعه من ام هانی ففی تهذيب التهذيب قال الترمذی فی العلل الكبير قال محمد لا اعرف للشعبی سماعاً من ام هانی اه

وفيه ايضاً و قال الدار قطنی فی العلل لم يسمع الشعبی من عليٍ الا حرفاً واحداً ما سمع غيره كانه عني ما اخرجه البخاری فی الرجم عنه عن علی رضی الله عنه حين رجم المرأة قال رجمتها بسنة النبیﷺ اه ص٦٨ ج٥ مطبوعه حيدر آباد فدفع الترمذی بهٰذاالقول ذالك السوال بانه لماسمع عن علی رضی الله تعالیٰ عنه و ماتت ام هانی بعده بزمان فلا يبعد ان يكون سمع منها ولا دليل علیٰ نفيه فالظاهر سماعه عنها و اما ما نقل فی العلل الكبير فهو قول البخاری لاما استحكم عليه رای الترمذی فافهم حق الفهم وخذ هذه الدقيقة بلاشئ واللّٰه هو الموفق والعلك لا تجد مثله لأممن هو ماهر فی الفن و انا ليس كذالك ولكن ذالك فضل اللّٰه تعالیٰ ينبه عليه من يشاء و ان لم يكن اهلاً لذالك و ينبغی ان يحقق اسانيه الاحاديث بمثل هٰذا زاده الجامع عفی عنه ۔

جناب مولانا محمد شہاب الدین ندوی صاحب
ناظم فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ، بنگلور، انڈیا

خلافت ارض کے لئے علم کیمیا اور طبیعیات کی اہمیت اور جدید صنعتی علوم کا ایک تعارف

(قسط نمبر 2)

علم کیمیا پر ایک نظر: طبیعیات کے اس مختصر جائزہ کے بعد اب علم کیمیا کی اہمیت وافادیت پر ایک نظر ڈالی جاتی ہے اور قدیم وجدید کیمیا کا فرق واضح کیا جاتا ہے۔ چنانچہ دور قدیم میں کیمیا کا اہم ترین مقصد سستی دھاتوں کو سونے یا چاندی میں تبدیل کرنا تھا۔ جب کہ اس کے برعکس آج کیمیا کا اہم ترین مقصد چیزوں کی شکل وصورت بدلنا اور ایک چیز کو دوسری چیز میں تبدیل کرنا نیز مادی اشیاء کے خواص وتاثیرات کا مطالعہ کر کے ان میں ودیعت شدہ پوشیدہ قوتوں سے استفادہ ہے۔

علم کیمیا کی تعریف: روئے زمین پر پائی جانے والی مختلف اشیاء کے طبیعی خواص وتاثیرات اور مختلف حالتوں میں ان کے اعمال وافعال کا مطالعہ وجائزہ۔ (۱۰)

دوسری تعریف: کیمیا کیا ہے؟ ہم اسکی تعریف اس طرح کر سکتے ہیں کہ وہ مادوں (مادی اشیاء) کی خصوصیات، ان کے تعاملات اور ان کو دیگر شکلوں میں تبدیل کرنے کا نام ہے۔

What is chemistry? We can define it as the study of properties of substances and of the reactions that transform them into other substances. (11)

ایک اور تعریف: کیمیا ان مادوں کا علم ہے جو ہم کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں: جیسے ہوا، پانی، چٹانیں، درخت اور حیوانی مادے۔ کیمیا کا زیادہ تر تعلق انہی مادوں اور انکے تغیرات سے ہے۔ تاہم اس علم کا تعلق اس مقداری پہلو سے بھی ہے جو ان چیزوں کے اوزان اور انکے خواص سے ہے۔ چنانچہ اشیاء کا یہ مقداری مظہر جدید کیمیا میں ہمیشہ سے اپنا پارٹ ادا کرتا رہا ہے اور ادا کرتا رہے گا۔

Chemistry is the science of the materials around us as air, water, rocks, and plant and animal substances. Much of chemistry involves describing these materials and the changes they undergo. However, chemisrty also has a quantitative side concerned with measuring and calculating the characteristies of materials. This quantitative aspects has played, and continues to play an important roll in the modern chemistry. (12)

ان تعریفات کے ذریعہ واضح ہو گیا کہ کیمیا اشیاء کے باہمی تعاملات و تحولات اور انکے خصائص کا علم ہے اور یہ علم اپنی جدید شکل وہیئت میں اٹھارویں صدی میں ظہور پذیر ہوا جب کہ علم و تحقیق کے میدان میں ترازو کا استعمال باقاعدگی کے ساتھ ایک آلہء تحقیق کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔

Modern Chemistry in the Eighteen Century, when the balance began to be used systematically as a tool in research. (13)

چنانچہ آج کل ایسے جدید ترین اور نازک و حساس ترازو ایجاد کئے جا چکے ہیں جو کسی بھی چیز کا وزن حد درجہ صحت کے ساتھ معلوم کر سکتے ہیں، حتیٰ کہ اب ایٹمی ذرات اور ان کے اندرونی اجزاء تک کا وزن معلوم کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ ایٹم اتنی رتی سی چیز ہے کہ خالی آنکھ کو نظر آنے والے ایک چھوٹے سے ذرہ میں کم از کم ایک ارب ایٹم ہو سکتے ہیں۔ آج کل سائنسی لیبارٹریاں ایسے جدید ترین آلات اور حیرت انگیز مشینوں سے لیس ہیں کہ اب سے پچاس برس پہلے تک بھی ان کا کوئی تصور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ جدید سائنسدان نئے نئے آلات وادوات اور نئے نئے وسائل کے ذریعہ مادی اشیاء کے خصائص واسرار کا کھوج لگا کر اشیاء و عناصر کی قلب ماہیت کر رہے ہیں اور پوری مہارت کے ساتھ ایک چیز کو دوسری میں تبدیل کر رہے ہیں اور ان میں موجودہ طاقتوں پر قابو پا کر نئی نئی ایجادات کر رہے ہیں، جیسے برق و بھاپ، شعاع زنی اور جوہری طاقت وغیرہ۔ ان ایجادات واختراعات نے آج ہماری انفرادی واجتماعی زندگی کو پوری طرح گھیر رکھا ہے اور زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں رہ گیا ہے جو ان علوم اور ان کی کارفرمائیوں سے باہر ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ ان نئے نئے آلات ووسائل کے بغیر ایک دن کیلئے بھی زندگی گزارنا ہمارے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہو گیا ہے۔

تجرباتی علوم قابل استدلال: جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے جو بھی کرشمے ظہور پذیر ہور۔

ہیں وہ سب تجرباتی علوم کی بدولت ممکن ہو سکے ہیں، جن میں کیمیا اور طبیعیات کو بنیادی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ ان دو علوم میں مہارت کی بدولت آج نئے نئے تجربات کئے جا رہے ہیں جس کے باعث نئے نئے حقائق و اکتشافات کا ایک تانتا سا بندھ گیا ہے۔ یہ علوم اور ان کے ذریعہ پوری صحت اور چھان بین کے ساتھ حاصل ہونے والے حقائق نہ صرف دلیل و حجت کے میدان میں قابل استدلال ہیں بلکہ عملی اعتبار سے تمدنی میدان میں بھی قابل استفادہ ہیں۔ گویا کہ دینی و دنیوی دونوں اعتبارات سے ان کی افادیت مسلّم ہے اور ان علوم و مسائل میں کسی قسم کا "اتفاق" یا ان کے نظاموں میں کسی قسم کا انتشار یا پراگندگی موجود نہیں ہے۔ کیونکہ یہ علوم تجرباتی ہیں اور تجربات کی دنیا میں آج جو بات صحیح ہے وہ ایک سو سال بلکہ ایک ہزار سال کے بعد بھی صحیح رہے گی اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکے گی۔ مثال کے طور پر لیبورٹری میں بطور تجربہ پانی کے ایک سالمے (Molecule) کو توڑا جائے تو ہمیشہ ایک ہی نتیجہ بر آمد ہو گا، یعنی ہائیڈروجن کے دو ایٹم اور آکسیجن کا ایک ایٹم بر آمد ہوں گے۔ پھر ان دونوں کو کیمیائی طریقے سے دوبارہ جوڑا جائے تو ہمیشہ ایک ہی نتیجہ نکلے گا، یعنی دوبارہ پانی کا سالمہ بن جائے گا۔ یہ ایک قانون قدرت (قانون ربوبیت) ہے جس میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہی حال نظام فطرت کے دیگر قوانین کا بھی ہے۔ انہی قوانین کی بنیاد پر سائنس اور ٹیکنالوجی کے کارنامے وجود میں آ رہے ہیں۔ چنانچہ آپ بجلی کا بٹن دبائیے بلب فوراً روشن ہو جائے گا، مشینیں چل پڑیں گی۔ استری گرم ہو جائے گی، ایر کنڈیشنز کام کرنے لگے گا، کمپیوٹر چل پڑے گا اور فیکس کے ذریعہ آپ کا پیغام آن کی آن میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچ جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ نتائج ہیں جو کبھی غلط نہیں ہوتے اور ان میں غلطی کا ایک فیصد بھی امکان نہیں ہے، الا یہ کہ ان کے نظام میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے۔

اس بحث سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ تجرباتی سائنس میں تبدیلی محال ہے۔ کیونکہ تجرباتی سائنس کارخانہ ء قدرت میں موجود قوانین کا پتہ لگا کر ان کے مطابق کام کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سارے طبیعی قوانین ایک قاعدہ اور نظام کے ذریعہ جاری کر دیے ہیں جن میں کبھی تغیر نہیں ہوتا۔ (ماترى في خلق الرحمان من تفاوتٍ) اس اعتبار سے انسان کوئی نئی

چیز پیدا نہیں کرتا اور کسی چیز کو عدم سے وجود میں نہیں لاتا، بلکہ قوانین قدرت کا کھوج لگا کر ان کی نقل کرتا ہے اور خلاق عالم نے اس کیلئے جو چیزیں پہلے ہی سے مسخر کر رکھی ہیں ان سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اشیائے عالم سے استفادہ کر کے اپنی زندگی اور تمدن کو بہتر سے بہتر بناتا ہے اور یہ سب کچھ تقدیر الٰہی (خدائی منصوبہ بندی) اور اس کے منشا کے مطابق ہی ہو رہا ہے تاکہ انسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت اور حجت دونوں چیزیں پوری ہو جائیں۔ مطلب یہ کہ اللہ سے غافل انسان محض اپنے ذاتی مقاصد کے تحت اشیائے عالم کی کھود کرید کرتا ہے مگر بے شعوری کے عالم میں مادی نظاموں میں موجود "اللہ کی نشانیوں" کو اجاگر کر دیتا ہے جو خود اس پر حجت بن جاتی ہیں اور یہ خلاق فطرت کی عجیب و غریب منصوبہ بندی ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے :

"سنريهم آياتنا في الآفاق وفي انفسهم حتى يتبين لهم أنه الحق " : ہم منکرین حق کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھادیں گے ان کے اطراف (مختلف چیزوں میں) اور خود ان نفوس (جسمانی نظاموں) میں بھی، تاآنکہ ان پر کھلی واضح ہو جائے کہ یہ کلام برحق ہے۔ (حم سجدہ : ۵۳)

عناصر کی کار فرمائی : صحیفۂ فطرت میں جو قدرتی عناصر پائے جاتے ہیں ان کی تعداد ۹۲ ہے اور یہ وہ عناصر ہیں جو مادی اشیاء کی تشکیل کرتے ہیں۔ چنانچہ زمین اور آسمان میں جو بھی چیزیں پائی جاتی ہیں سب کی سب انہی عناصر سے مرکب ہیں اور ان میں سے ہر ایک ایک مخصوص خاصیت اور مخصوص فوائد کی حامل ہے، جن سے عملی طور پر استفادہ کیا جاتا ہے۔ اور ان عناصر کو چند باہمی مناسبتوں کی بناء پر آٹھ زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ مگر اتنا ضروری عرض کیا جاسکتا ہے کہ یہ عناصر مجموعی اعتبار سے دو قسم کے ہیں : فلزی اور غیر فلزی۔ یعنی دھاتیں اور غیر دھاتیں۔ دھاتی عناصر مجموعی اعتبار سے ۸۳ فیصد اور غیر دھاتی عناصر ۱۷ فیصد پائے جاتے ہیں۔ قسم اول میں لوہا، تانبا، المونیم، کیلشیم، پوٹاشیم، میگنیشیم، سوڈیم، سیسہ، ٹن، زنک، سونا، چاندی، کوبالٹ، ریڈیم، تھوریم اور یورانیم وغیرہ وغیرہ شامل ہیں اور غیر دھاتی عناصر ہائیڈروجن، ہیلیم، کاربن، نائٹروجن، آکسیجن، سلکون، فاسفورس، گندھک، کلورین، بورون اور ایوڈین وغیرہ وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ یہ عناصر جس طرح مظاہر کائنات کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا

کرتے ہیں اسی طرح جدید صنعت اور ٹیکنالوجی میں بھی ان کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ چنانچہ اس موقع پر پہلے مظاہر عالم میں ان کی کار فرمائی پر ایک نظر ڈالی جائے گی اور پھر صنعت و حرفت میں ان کی جادوگری کا ایک جائزہ پیش کیا جائیگا۔ مثال کے طور پر پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن دو عناصر کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ پانی کے ایک سالمے میں ہائیڈروجن کے دو اور آکسیجن کا ایک ایٹم موجود ہوتے ہیں۔ ہوا غالب طور پر نائٹروجن اور آکسیجن پر مشتمل ہے۔ چنانچہ تجرباتی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ ہوا میں ۵ / ۴ حصے نائٹروجن اور ۵ / ۱ حصہ آکسیجن موجود ہے اور کچھ دیگر گیسیں بھی قلیل مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ مٹی یا قشر ارض میں پائے جانے والے عناصر کی تفصیل اس طرح ہے آکسیجن ۵ء۹۴ فیصد، سلکون ۷ء۲۵ فیصد، المونیم ۵ء۷ فیصد، لوہے ۴ء۷ فیصد، کیلشیم ۴ء۳ فیصد، سوڈیم ۲ء۶، پوٹاشیم ۴ء۲ فیصد، میگنیشیم ۹ء۱ فیصد، ہائیڈروجن ۴ء۰ فیصد اور باقی عناصر ۳ء۱ فیصد۔ (۱۴)

حیوانات و نباتات کے خلیوں میں مشترکہ طور پر جو زندہ اور متحرک مادہ پایا جاتا ہے وہ حیاتیات کی اصطلاح میں پروٹوپلازم کہلاتا ہے اور وہ غالب طور پر حسب ذیل ۱۴ عناصر پر مشتمل ہے آکسیجن، کاربن، ہائیڈروجن، نائٹروجن، کیلشیم، فاسفورس، کلورین، سلفر، پوٹاشیم، سوڈیم، میگنیشیم، لوہا، آیوڈین اور سیلیکون اور اس سلسلے میں ایک اہم حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ بالا عناصر میں حسب ذیل دس عناصر پروٹوپلازم کے اندر ۹۹ فیصد کی نسبت سے پائے جاتے ہیں اور باقی عناصر کی کارفرمائی صرف ایک فیصد ہے۔ آکسیجن (۶۲ فیصد) کاربن (۲۰ فیصد) ہائیڈروجن (۱۰ فیصد) نائٹروجن (۳ فیصد) کیلشیم (۵ء۲ فیصد) فاسفورس (۱۴ء۱ فیصد) کلورین (۱۶ء۰ فیصد) سلفر (۱۴ء۰ فیصد) پوٹاشیم (۱۱ء۰ فیصد) اور سوڈیم (۱۰ء۰ فیصد)۔ (۱۵)

بعض قرآنی حقائق: اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جدید ترین تحقیقات کی روشنی میں سامنے آنے والے بعض قرآنی حقائق و اسرار پر سے پردہ اٹھادیا جائے جو اس کے علمی اعجاز کو ظاہر کر رہے ہیں۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا حیوانات و نباتات کا حیاتیاتی مادہ (پروٹوپلازم) چودہ عناصر پر مشتمل ہے اور یہ حقیقت سائنسی لیبورٹریوں میں کیے گئے تجربات کی رو سے ایک ثابت شدہ اور مسلمہ حقیقت ہے جس میں دنیائے سائنس میں دو رائیں نہیں ہیں۔ قشر ارض میں پائے جانے

والے یہ "غالب عناصر" قرآن کی اصطلاح میں "مٹی کا خلاصہ" کہلاتے ہیں جن سے بنص قرآنی انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ "ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین" (ہم نے انسان کو یقیناً مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا ہے)۔ (مؤمنون: ۱۲)۔ اس موقع پر لفظ سلالۃ استعمال کیا گیا ہے، جس کے معنی خلاصہ یا نچوڑ کے ہیں (۱٦)۔ ہر فن کی اصطلاحیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ مگر قرآن عظیم کا کمال یہ ہے کہ وہ کائناتی حقائق کے سلسلے میں اصطلاحی زبان میں گفتگو کرنے کے بجائے ایسے بلیغ الفاظ استعمال کرتا ہے جو تحقیقات جدیدہ کی روشنی میں ابھر کر سامنے آجاتے ہیں اور ان میں تاویل کی ضرورت نہیں رہتی، بلکہ ان کا مفہوم منصوص طور پر دو اور دو چار کی طرح صادق آجاتا ہے۔ اصل میں یہ وہ قرآنی "متشابہات" ہیں جو مجاز و استعارہ کی زبان میں علام الغیوب کی جانب سے بنی کتاب حکمت میں مندرج رہتے ہیں اور وقت آنے پر وہ "محکمات" کا روپ دھار لیتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب حکمت اسرار کائنات کی جامع ہے: "قل انزله الذي يعلم السر في السماوات والارض" کہہ دو کہ اس کتاب کو اس نے اتارا ہے جو زمین اور آسمانوں کے (تمام) بھیدوں کو جانتا ہے۔ (فرقان: ٦)۔ بہر حال اب جہاں تک انسان اور نباتات کے مادۂ حیات میں پائے جانے والے مشترکہ عناصر کا سوال ہے تو قرآن عظیم میں اس حقیقت کی نقاب کشائی چودہ سو سال قبل اس طرح کردی گئی ہے: "وَاللّٰهُ أَنبَتَكُم مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا" : اللہ نے تم کو زمین سے نباتات کی طرح اگایا ہے۔ (نوح: ۱۷)

یہ ایک ایسی بلیغ اور حقیقت افروز تشبیہ ہے جو علمی حقائق سے بھرپور ہے۔ اس میں صرف عناصر ہی کا اشتراک نہیں بلکہ حیوانات و نباتات کے بنیادی ڈھانچے میں پائے جانے والے بہت سے اشتراکات کی طرف بھی ایک واضح اشارہ ہے۔ چنانچہ حیوانات و نباتات کے اجسام اور ان کے اندر پائے جانے والے جسمانی نظاموں کے خوردبینی مطالعہ سے بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ حیوانات و نباتات دونوں میں بنیادی طور پر "خلوی نظام" پایا جاتا ہے اور مادۂ حیات (پروٹوپلازم) خلیوں (ننھے ننھے خانوں) ہی میں موجود رہتا ہے اور جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا یہ مادہ غالب طور پر چودہ عناصر کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح حیوانات و نباتات میں نظام تنفس، نظام تغذیہ، نظام تحول،

نظام نشو و نما اور نظام ازدواج تک مشترکہ طور پر پایا جاتا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ (Cells) کے بننے اور بگڑنے کا عمل بھی دونوں میں یکساں ہے اور ان تمام اعتبارات سے حیوانات (جن کی نمائندگی اس موقع پر انسان کر رہا ہے) اور نباتات کی یکسانیت کی طرف چند مختصر مگر بلیغ الفاظ میں اشارہ کر دیا گیا ہے اور یہ علمی و آفاقی حقائق ہی قرآن عظیم کی اصل بلاغت اور اس کا عظیم ترین معجزہ قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ غرض حیوانات و نباتات کی اس یکسانیت سے وحدت تخلیق اور توحید باری تعالیٰ کی نوعیت پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ حیوانات و نباتات کے ہزاروں بلکہ لاکھوں اختلافات کے باوجود ان تمام انواع حیات کا بنیادی ڈھانچہ اور بنیادی نظام مشترک ہے، جو توحید باری کی ایک عظیم الشان دلیل اور ایک حیرت انگیز علمی حقیقت ہے۔ اس اعتبار سے قرآن عظیم میں جو علمی اسرار مرقوم ہیں ان کی حیثیت محض "اخباری" نہیں بلکہ وہ علمی و آفاقی دلائل بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جن سے الحاد و مادیت کا رد ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے قرآنی حقائق اور آفاقی حقائق و اکتشافات میں تطبیق ضروری ہے اور یہ فریضہ علمائے نابغین پر عائد ہوتا ہے کہ وہ جدید تجرباتی علوم کا جائزہ لے کر قرآن حکیم کے حقائق و اسرار اور اس کے دلائل کو اُجاگر کریں۔

علم کیمیا کی جادوگری : یہ بات بطور جملہ ء معترضہ نوک قلم پر آگئی۔ اصل بحث علم کیمیا پر چل رہی تھی۔ غرض قدرتی عناصر۔ جنکی تعداد ۹۲ ہے۔ کرۂ ارض میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں، جو علمی اور عملی دونوں اعتبارات سے انسان کی عبرت و بصیرت کا سامان لئے ہوئے ہیں۔ عناصر کے ان نظاموں میں غور و خوض کرنے سے جس طرح خالق عالم کی ربوبیت و رحمانیت کا حال آشکار ہوتا ہے اسی طرح عملی دنیا میں ان عناصر کی کارفرمائی سے نوع انسانی پر اللہ تعالیٰ کے احسانات اور اسکی نعمتوں کی کیفیت واضح ہوتی ہے۔ بہر حال اس موقع پر، صنعتی میدان میں علم کیمیا کی کارفرمائی اور جدید سائنس کی جادوگری کا ایک مختصر جائزہ پیش کرنا مقصود ہے جس نے عصر جدید میں تہلکہ مچادیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جدید سائنس نے عناصر کے خواص و تاثیرات اور ان کے اندرونی بھیدوں سے واقف ہو کر اشیاء کی قلب ماہیت اور ان کی شکل و صورت تبدیل کر کے انہیں ایک نیا روپ دینے اور ان کے ذریعے نئے نئے تمدنی مفادات حاصل کرنے کے گر سے واقف ہو گئی ہے، جن کو ایک

غیر سائنسدان حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے سائنس دانوں کو خدائی کے مرتبے پر فائز سمجھنے لگا ہے۔ چنانچہ اب عوام میں یہ تصور عام ہونے لگا ہے کہ آج سائنس داں "جو چاہے "وہ کر سکتا ہے۔ حالانکہ یہ بیچارے صرف قوانین ربوبیت کی پیروی کرتے ہوئے خدائی ضوابط کی نقل اتارتے ہیں۔ کچھ بھی ہو اتنا ضرور ہے کہ جدید سائنس مادہ اور توانائی کے اندرونی اسرار و ضوابط سے واقف ہو کر ایک "جادوگر" بن چکی ہے جو اشیاء کو الٹ پلٹ کر نئے نئے جہانوں کو سر کر رہی ہے اور بر و بحر کی تسخیر کر کے چاند ستاروں پر کمند پھینک رہی ہے۔ اسی طرح وہ زمین میں مدفون شدہ معدنی خزانوں کو کھوج نکالنے کے بعد اب اجرام سماوی میں موجود خزانوں کی طرف نگاہیں دوڑا رہی ہے۔ (جاری ہے)

﴿ مراجع ﴾

(۱۰)۔ دیکھئے ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا: ۳/۳۶۶، مطبوعہ لندن، ۱۹۹۶۔ (۱۱)۔ Principles of Modern Chemis-
General Chemistry, Ebbing, P.3, ۔(۱۲)try, Oxtoby, P.1, Philodelphia, 1990
Basic Concepts of Chemistry, دیکھئے کتاب ۔(۱۴)Abid, P.4. ۔(۱۳)Boston,1990.
(۱۵)۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا: ۴/۱۱/۷، ایڈیشن ۱۹۸۳ء۔ (۱۶)۔ دیکھئے تفسیر کشاف: ۳/۲۷/۲، مطبوعہ تہران۔ P.284.

ماہنامہ الحق کے "اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام" نمبر کے بارے میں چند گزارشات

ہم نے چند ماہ قبل اس خصوصی اشاعت کے بارے میں تفصیلی موضوعات دیئے تھے۔ اور اس خصوصی نمبر کی اشاعت کیلئے ہم نے مضامین، مقالات اور مفید تجاویز مانگی تھیں۔ الحمد للہ ملک و بیرون ملک مختلف اطراف سے مضامین اور مقالات کا سلسلہ شروع ہے لیکن اس بارے میں چند گزارشات اور شرائط پیش خدمت ہیں۔ مضمون کم از کم چار یا پانچ صفحات پر مشتمل ہو حتی الامکان معیاری، تحقیقی اور علمی مواد پر مشتمل ہو۔ مضامین کا انتخاب ادارہ اور سیلکشن کمیٹی کی صواب دید پر موقوف ہوگا۔ مضمون مین حک اور اضافہ کا ادارہ مجاز ہوگا نیز یہ مضامین ہمیں دو ماہ کے عرصے میں پہنچنے چاہیے ہماری خواہش ہے دسمبر 99 میں یہ خصوصی نمبر شائع ہو مضامین کاغذ کے ایکطرف خوشخط ہونے چاہیے۔ جبکہ مضامین کی فوٹو کاپیاں قابل قبول نہیں ہونگی۔

مولانا فضل محمد غنی یوسف زئی،
استاذ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

نوجوانوں کے نام درد کا پیغام

اے ملت اسلام کے نوجوانو! اگر تمہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے یا اس قبرستان کے سناٹے کو توڑنے کیلئے میری چیخوں کی ضرورت ہے تو یہ آخری فریضہ ادا کرنے کی بھی میں پوری پوری کوشش کرونگا، یاد رکھو! تمہاری عزت اور تمہاری ملت کی آزادی کے بجھتے ہوئے چراغوں کو آج خون کی ضرورت ہے لیکن یہ بوڑھا کمزور آدمی آنسوؤں کے سوا کچھ نہیں دے سکتا اور ایک تنہا فرد کے آنسو ایک قوم کے اجتماعی گناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتے اس دنیا میں کئی سیاسی غلطیوں کی تلافی ممکن ہے ہاری ہوئی جنگیں دوبارہ لڑی اور جیتیں جا سکتی ہیں شکستہ اور ٹوٹے ہوئے قلعے دوبارہ تعمیر ہو سکتے ہیں تاریک راتوں میں بھٹکے ہوئے قافلے صبح کی روشنی میں اپنا راستہ تلاش کر سکتے ہیں لیکن ایک اجتماعی گناہ ایسا بھی ہے جس کیلئے کوئی کفارہ نہیں ہوتا اور بھٹکے ہوئے قافلوں کیلئے ایک رات ایسی بھی آتی ہے جس کیلئے صبح نہیں ہوتی۔ اے اہل پاکستان!! میں تمہیں اس آخری گناہ سے روکنا چاہتا ہوں جسکے بعد قوموں کیلئے رحم اور بخشش کے دروازے بند ہو جاتے ہیں میں تمہیں اس تاریک رات کی ہولناکیوں سے خبردار کرنا چاہتا ہوں۔ جو کبھی ختم نہیں ہوتی ایک قوم کا آخری گناہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ظالموں کیخلاف لڑنے کے حق سے دست بردار ہو جاتی ہے۔ اور بدقسمتی سے تمہارے حکمران اس گناہ کے مرتکب ہو چکے ہیں انہوں نے تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سارے دروازے بظاہر ہمیشہ کیلئے بند کر دیئے ہیں اور مستقبل کی تمام امیدوں کا گلا گھونٹ دیا ہے انہوں نے جرأت کے وہ اخلاقی اور ذہنی حصار توڑ دیئے ہیں جو مظلوم اور بے بس انسانوں کیلئے آخری جائے پناہ کا کام دیتے ہیں۔ اگر اس گناہ کی سزا تمہاری موجودہ نسل تک محدود رہ سکتی تو مجھے اس قدر اضطراب نہ ہوتا لیکن تمہارے حکمرانوں نے وہ سارے چراغ بجھا دیئے ہیں جو آئندہ نسلوں کو سلامتی کا راستہ دکھا سکتے تھے۔ نوجوانو! یہ بات یاد رکھو جب حکمران تمہاری آزادی اور بقاء امریکہ کو سونپ دیں

گے تو تمہارے مصائب اور مشکلات کی نہ ختم ہونے والی رات شروع ہو جائے گی۔ میرے نوجوان دوستو! مجھے حکمرانوں کے امریکہ کیساتھ اس معاہدے پر تبصرہ کی ضرورت نہیں جسے تم مستقبل کے امن اور خوشحالی کی ضمانت سمجھتے ، ، یہ معاہدہ اس عفریت کے چہرے کا حسین نقاب ہے جسکے خون آشام ہاتھ تمہاری شہ رگ تک پہنچ چکے ہیں اگر آپ کا یہ نظریہ ہے کہ آپ بھیڑیئے بن کی بھیڑیوں کی سرپرستی میں زندہ رہ سکتے ہو تو مجھے آپ سے ہمکلام ہونے کی ضرورت نہیں لیکن اگر انسانیت کے ماضی سے تم کوئی سبق سیکھ سکتے ہو تو میں باربار یہ کہوں گا کہ حکمرانوں کے ان معاہدوں اور مذاکرات سے تم جہنم کے اس دروازے پر دستک دے رہے ہو جو گمراہی اور ذلت و رسوائی کی آخری منزل ہے مجھے صرف اسکا اندیشہ نہیں کہ جہنم کی اس آگ میں صرف تم بھسم ہو جاؤ گے بلکہ میرا خیال ہے کہ تمہاری آئندہ نسلیں شاید صدیوں تک اس جہنم کا ایندھن بنتی رہیں گی۔ میرے تازہ دم نوجوانو! مجھے صرف یہ اندیشہ نہیں کہ تمہیں ایک بدترین غلامی اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے گا بلکہ میرا اندازہ ہے کہ تمہیں اپنی روح اور بدن کی ساری آزادیوں سے دستبردار ہونے کے بعد بھی زندہ رہنے کا حقدار نہیں سمجھا جائے گا۔ فرض کرلو اگر تم انسانیت کے بلند مقاصد سے منہ پھیر لو اور اپنے اسلام اور قومی اقدار سے بھی بیزار ہو جاؤ تو پھر بھی تمہیں صرف حیوانوں کی طرح زندگی کا حق محفوظ رکھنے کیلئے ان درندوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ جو تمہارے خون پینے ، تمہارا گوشت نوچنے اور تمہاری ہڈیاں چبانے سے پہلے یہ اطمینان چاہتے ہیں کہ تم مکمل طور پر انکے نرغے میں آچکے ہو اور تمہارے اندر اپنی مدافعت کیلئے وہ حیوانی شعور بھی باقی نہیں رہا جو کمزور بکریوں کو بھی سینگ مارنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ میرے مجاہد نوجوان ساتھیو! مجھے صرف یہ خدشہ نہیں کہ تمہاری درسگاہیں بند کر دی جائینگی ، تمہارے کتب خانے جلا دیئے جائینگے اور تمہاری مساجد گرجوں اور مندروں میں تبدیل ہو جائینگی بلکہ مجھے خدشہ ہے کہ اگر حکمرانوں کی یہی پست ذہنیت رہی تو پھر قوم کی تباہی کے راستے کی ہر نئی منزل پچھلی منازل سے بہت زیادہ تاریک نظر آئیگی پھر مستقبل کے مؤرخ تمہارے اجڑے ہوئے شہروں کے کھنڈرات دیکھ کر کہا کرینگے یہ ویرانے ان بد نصیب حکمرانوں کی یادگاریں ہیں جنہوں نے کارگل و افغانستان

اور اسامہ بن لادن کا امریکہ سے سودا کر کے آسمان کی بلندیوں سے ہمکنار ہونے کے بعد ذلت و پستی اور بے غیرتی اور رسوائی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ مؤرخ لکھیں گے کہ یہ اس قافلے کی آخری منزل ہے جسکے رہنماؤں نے اپنی آنکھوں پر پٹیاں باندھ لی تھیں۔ یہ اس قوم کا قبرستان ہے جس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ لیا تھا۔ ملت اسلام کے نوجوانو! اگر تم ہمت و عظمت اور جرأت و شجاعت کا جھنڈا بلند کرلو تو دنیا کا ہر غیور اور بہادر نڈر مسلمان تمہارے شانہ بشانہ کھڑا ہوگا لیکن اگر تم مایوسی اور بددلی کا شکار ہوگئے یا اپنے حکمرانوں کیطرح تم نے بھی یہ سمجھ لیا کہ دشمنان دین اور وطن ہی کے سہارے تم بہتر طور پر زندہ رہ سکتے ہو تو اپنوں میں سے کوئی بھی تمہاری مدد کیلئے نہیں آئیگا تم اگر باہر کے مسلمانوں کو آزادی کشمیر کا راستہ دکھانا چاہتے ہو تو پہلے اپنے خون سے آزادی کے چراغ روشن کرنے ہونگے لیکن اگر تم خود موت کی نیند سو گئے تو دوسرے تمہیں اس قبرستان کے اندھیروں میں جگانے کیلئے آواز نہیں دینگے۔ اے غیرت مند جوانو! اگر ہم انصاف کرۂ ارض پر ڈالیں تو ہمیں آسانی سے معلوم ہو جائیگا کہ اسوقت عالمی دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم مسلمان ہیں سب سے زیادہ دربدر ہجرت کی زندگی گزارنے والے مسلمان ہیں سب سے زیادہ کفار کے دست نگر اور غلام مسلمان ہیں اپنے آسمانی قانون سے سب سے زیادہ محروم مسلمان ہیں، آزادی سے سب سے زیادہ دور مسلمان ہیں، سب سے زیادہ انکے مقدس مقامات خطرے میں ہیں۔ سب سے زیادہ انکے علاقے دوسروں کے قبضے میں ہیں۔ سب سے زیادہ انکے علاقے دوسروں کے قبضے میں ہیں، دنیا میں سب سے زیادہ انکا خون گر رہا ہے کفار کی نظر میں سب سے زیادہ وحشی اور غیر مہذب مسلمان ہیں اور سب سے زیادہ محکومیت اور غلامی کے مستحق مسلمان ہیں دنیا میں سب سے زیادہ مرتد بنائے جانیوالے انسان مسلمان ہیں، مسلم ممالک کے تمام مشکل فیصلے کفار کے ہاتھ میں ہیں ظالم بھی کافر تو جج بھی کافر ہے اور عدالت بھی کافروں کی ہے اور انصاف کی فریاد بھی کافروں سے ہے حالانکہ پوری دنیا میں مسلمانوں کی ۵۳ کے قریب حکومتیں ہیں اور دنیا کی ۴۲ فیصد زمین صرف مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے ۷۵ فیصد معدنی تیل انکے پاس ہے پوری دنیا میں سب سے زیادہ قیمتی کرنسی انکی ہے۔ تعداد کے اعتبار سے مسلمان ایک ارب سے زیادہ ہیں جبکہ دوسرے نمبر ۵۵ کروڑ

عیسائی ہیں مسلمانوں کی حکومتیں جغرافیائی لحاظ سے اسطرح سنٹرل میں واقع ہیں کہ اگر یہ چاہیں تو پوری دنیاء کفر کے بری، بحری اور فضائی راستوں کو بند کر سکتے ہیں ان تمام برتریوں کے باوجود انکی پستی اور ذلت ورسوائی کو دیکھیں کہ اقوام متحدہ میں انکا کوئی مقام نہیں سلامتی کونسل میں ازکا کوئی کردار نہیں ویٹوپاور سے یہ محروم ہیں بلکہ اپنی حکومت کی داخلہ اور خارجہ پالیسی میں بھی آزاد نہیں اپنی تعلیم میں آزاد نہیں، اپنی تعلیم میں آزاد نہیں، اپنی تجارت ومعیشت میں آزاد نہیں اپنے آسمانی نظامی قانون پر چلنے میں آزاد نہیں اس کے ساتھ ساتھ اگر انکی مظلومیت کو دیکھا جائے تو یہ اتنے ستم رسیدہ ہیں کہ داستان ستم بیان کرنا بھی آسان نہیں کیا دنیانے اخبارات ونشریات کے ذریعہ یہ نہیں دیکھا کہ کئی بار مسجد اقصیٰ کے پاس یہودی افواج نے فلسطینی خواتین کو سر کے بالوں سے پکڑ کر سرعام سڑک پر گھسیٹا؟ کیا دنیانے اخبارات اور میڈیا کے ذریعہ یہ نہیں سنا کہ سرکاری طور پر بعض نام نہاد مسلمان حکمرانوں نے ہزاروں کی تعداد میں مسلمان خواتین کو جنسی تسکین کی غرض سے کفار افواج کے سامنے پیش کیا؟ کیا کوسود کی سینکڑوں باحیاء باعزت مسلم نوجوان خواتین کے سات سرب افواج نے اجتماعی زیادتیاں نہیں کیں؟؟ کیا بوسنیا کی باعزت خواتین کی عزتین نہیں لوٹیں گئیں اور کیا وہ دنیا کے مختلف حصوں میں جاکر خیراتی اداروں کے رحم وکرم پر آج تک زندگی نہیں گزار رہیں؟؟ کیا افغانستان میں نوجوان بچیوں کو ہیلی کاپٹروں میں سوار کراکر روسی افواج نے فضاؤں میں ان سے اجتماعی زیادتیاں کر کے برہنہ حالت میں ہیلی کاپٹروں سے نیچے نہیں گرایا؟

کیا مقبوضہ کشمیر میں مسلمان نوجوان خواتین برہنہ حالت میں انکے مردوں کیساتھ سڑک پر نہیں پھرائی گئیں؟ اور کیا اسی کشمیر کی جیلوں میں مسلم مرد وخواتین کو ایک کمرے میں بند کر کے سبکو برہنہ حالت میں نہیں رکھا گیا؟؟ اور کیا بیسیوں باحیاء خواتین نے اپنی عظمت وعزت بچانے کیلئے دریائے نیلم میں چھلانگیں نہیں لگائیں؟ کیا چیچنیا میں کفار نے مسلمانوں پر قیامت خیز مظالم نہیں ڈھائے؟؟ کیا صومالیہ، اسپین، ایتھوپیا، برما، اریٹیریا کے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ نہیں توڑے گئے؟؟ کیا عراق کے بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو بموں کا نشانہ نہیں بنایا گیا؟؟ کیا وہاں کے مدارس اور مساجد کو بمباری کے ذریعہ سے زمین بوس نہیں کیا گیا؟ اور کیا عراقی اسلحے کو ضائع کرنے

والے اقوام متحدہ کے یہودی افسروں نے اس مسلمان ملک کے اسلحے کو ضائع کر کے ان سے یہ کہہ کر معاوضہ نہیں لیا کہ ہم نے تمہارا اسلحہ ضائع کیا ہے اس میں ہمارا وقت لگا ہے ہم نے محنت کی ہے اسکا ہمیں پیسہ ادا کرو اور کیا اب تک عراقی بے گناہ عوام اس ظلم کا شکار نہیں ؟ اور کیا بغیر کسی جرم کے افغانستان پر کفار امریکہ نے کروز میزائل داغ کر بے گناہ انسانوں کو شہید نہیں کیا ؟ اور ساتھ ساتھ سوڈان کو نشانہ نہیں بنایا ؟ کیا لیبیا کو امریکہ نے نشانہ نہیں بنایا ؟ اور کیا پاکستان نے اپنی ٹیکنالوجی میں ترقی کر کے اپنے خرچ پر جو ایٹم بم بنایا اس کی سزا اب اسکو نہیں دی جا رہی ہے ؟ اے دنیا کے مسلم نوجوانو! کیا اندلس وغرناطہ 'اسپین اور الحمراء پر کفار نے قبضہ نہیں کیا ؟ اور کیا قرطبہ کی تاریخی جامع مسجد میں اب بت نہیں رکھے گئے ؟ اور کیا مسجد اقصیٰ ہم سے نہیں چھینی گئی اور کیا بلخ و بخارا اور سمرقند مسلمانوں کا نہیں تھا ؟ کیا ہندوستان مسلمانوں سے نہیں چھینا گیا اور کیا وہاں تاریخی بابری مسجد کو گرا کر اسکی جگہ رام مندر نہیں بنایا گیا ؟ یقیناً یہ سب کچھ ہوا ہے اور آئندہ ان مظالم و بربریت کے کم ہونے کی امید نہیں بلکہ بڑھ جانے کا ڈراؤنا منظر سامنے نظر آرہا ہے۔ حال ہی میں مقبوضہ کشمیر کے اندر جو مظالم گائے کے پجاریوں نے وہاں کے مسلمانوں پر ڈھائے ہیں اور جو انسانیت سوز اور شرمناک سلوک قیدیوں اور عام مسلمان مرد و خواتین سے روا رکھا ہے اس کی ایک جھلک جگر تھام کر ملاحظہ فرمائیں۔ آج کل مقبوضہ کشمیر میں ہندوستان کی سات لاکھ ظالم اور درندہ صفت فوج جو کچھ مظالم وہاں کے مسلمانوں پر ڈھا رہی ہے اس کا بیان کرنا میرے بس کی بات نہیں البتہ چند انسانیت کش اور اخلاق سوز واقعات کا مسلمان نوجوانوں کے سامنے رکھتا ہوں شاید کوئی غیور نوجوان اس ظلم کے خلاف طارق بن زیاد یا محمد بن قاسم بن کر اٹھ کھڑا ہو اور ظالم کے اس ظالمانہ پنجوں کو مروڑ کر مسلمان خواتین کی عزت کو بچائے۔ یہ چند واقعات وہ ہیں جو اوصاف اخبار نے اپنے مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۹۹ کے اداریہ میں لکھا ہے ایڈیٹر کے قلم سے یہ مصدقہ مستند واقعات پڑھئے۔ اور جگر تھام کر عالم اسلام کے جگر خراش حالات کا بغور مطالعہ کیجئے اور پھر خود فیصلہ کیجئے کہ جہاد فرض ہے یا ابھی تک فرض نہیں ہوا۔ ایڈیٹر نے لکھا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ جو ظلم کشمیر میں ہو رہا ہے اسکی ایک جھلک پورے بدن پر لرزہ طاری کر دیتی ہے اور انسان کو اپنے وجود سے

ہی نفرت ہونے لگتی ہے۔ (۱) ۳۵ سالہ کشمیری خاتون اپنی داستان غم ان الفاظ میں سناتی ہے میرے چھ بچے ہیں ایک رات چھ فوجی میرے گھر میں داخل ہوئے اور میرے خاوند کو گھسیٹ کر لیگئے۔ کچھ ہی دیر بعد مزید پانچ فوجی آئے اور میرے کپڑے پھاڑ دیئے میں نے انکے ارادے بھانپتے ہوئے اپنی پانچ سالہ بچی کو گود میں لینا چاہا انہوں نے میری بچی کے سینے پر بندوق تانی اور پھر آتے رہے اور جاتے رہے اور میرے بچے یہ سب کچھ دیکھکر بلک بلک کر روتے رہے میں کیا کر سکتی تھی ۔جبکہ میرے خدا نے بھی کچھ نہ کیا۔ (۲) وڈون کا ایک شخص غلام نبی ڈار، اپنے خاندان پر گزرنے والی قیامت کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے گھر کی تلاشی کے بعد فوجی درندے میرے بیٹے عبدالرحمان کو پکڑ کر انٹروگیشن سنٹر لے گئے تلاشی کے بعد کچھ سپاہی دوبارہ تلاشی کے بہانے آئے ایک سپاہی نے میرے سینے پر بندوق تانے رکھی اور دوسرا میری بہو کو کھینچ کر اندر لے گیا اسکے کپڑے پھاڑ دیئے گئے وہ مدد کیلئے پکارتی رہی لیکن میں اس کیلئے کچھ نہ کرسکا میں یہی کہتا رہا بیٹی میں کیا کر سکتا ہوں میں مجبور ہوں۔ (۳) ضلع بارہ مولا کے گاؤں ہائیگام میں پیش آنے والا واقعہ اس سے بھی دردناک ہے اس گاؤں میں ایک دفعہ کریک ڈاؤن کے بعد پہلے گاؤں کے تمام مردوں، عورتوں اور بچوں کو قریب ہی ایک باغ میں جمع ہونے کا حکم دیا گیا پھر انہیں درختوں سے باندھ کر انتہائی وحشیانہ انداز میں زدوکوب کیا گیا، زدوکوب کے دوران ان بچوں اور عورتوں کی چیخوں پر بھارتی فوج اور نیم فوجی درندوں کی طرف سے قہقہے لگائے جاتے رہے اسکے بعد تین نوجوان دوشیزاؤں کو الگ کر کے سب کے سامنے انکی اجتماعی آبروریزی کی گئی اور اس سارے گھناؤنے عمل کے دوران قریب سے گزرنے والی شاہراہ پر چلنے والی ٹریفک کو روکے رکھا گیا تاکہ مسافر بھی یہ دل دوز منظر دیکھ سکیں۔ (اخبار اوصاف) (۴) اننت ناگ (اسلام آباد) میں بھی ابلیسیت اور درندگی کا جو شرمناک کھیل کھیلا گیا اسکے تصور سے ہی انسان کو اپنے وجود سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ اننت ناگ کا رہنے والا عبدالرشید ملک ایک دوسرے گاؤں لہری پورہ سے اپنی دلہن مبینہ اختر کو بیاہنے کے بعد باراتیوں کے ہمراہ بس نمبر جے کے سی ۱۷ ۱۳ کے ذریعہ واپس گھر جارہا تھا باراتیوں سے بھری ہوئی یہ بس جب ہلز پل پر پہنچی تو اچانک سی آر پی والوں نے اس پر اندھا دھند فائرنگ شروع کردی جسکے

نتیجے میں اسد اللہ نامی ایک باراتی موقع پر ہی شہید ہو گیا جبکہ دولہا عبدالرشید ملک سمیت آٹھ باراتی شدید زخمی ہو گئے۔ اسکے بعد بھارتی فوجی درندوں نے دلہن اور اسکی ایک سہیلی کو زبردستی اٹھالیا اور اڑتالیس گھنٹے کے بعد مقامی پولیس کے حوالے کیا، دو ہفتوں تک زیر علاج رہنے کے بعد مبینہ اختر نے بتایا کے اسکی عصمت تار تار کرنے میں کم از کم ستائیس فوجی درندے ملوث تھے۔ (بحوالہ اوصاف) ظلم و ستم کے یہ چند واقعات وادی کشمیر میں کسی ایکدن کے حادثاتی طور پر رونما ہونے والے واقعات نہیں ہیں بلکہ یہ وہاں کے مسلمانوں کیلئے روز کا معمول ہے اے غیرت مند مسلمانو! تم کہاں سو گئے ہو؟ اے ملت کے پاسبان غیور عرب! تم کہاں ہو؟ اے ناموس ملت کے بچانے والے بہادر عجم! تم کہاں ہو؟ اے صلاح الدین ایوبی! تمہاری گرجدار آواز کہاں گئی؟ اے نوجوانو کے سر تاج اور بے سہارا ماؤں کی لاج محمد بن قاسم تم کہاں چھپ گئے ہو؟ اے ساحل اندلس پر گرجنے والے بہادری کے نشان طارق بن زیاد! تم نے آج کی مظلوم ماؤں سے کیوں آنکھ پھیر لی اے غیرت اقوام کے پاسبان احمد شاہ ابدالی تم کہاں ہو؟ اے فاتح ہندوستان اور ملت کے پاسبان! محمود غزنوی تم کہاں چھپے ہو؟ ہندوستان کے درندوں نے ایک بار پھر تجھے للکارا ہے اے عزت کے نشان ٹیپو سلطان وادی کشمیر کی بیٹیوں نے ایکبار پھر تجھے پکارا ہے تم کیوں خاموش ہو؟ اے پاکستان کے نوجوانو! کیا ان واقعات کے بعد تمہیں کوئی کھیل پسند آئیگا؟ تمہارا وہ جوان خون کہاں گیا؟ اے پاکستان کے مسلمانو! ان واقعات کے بعد تمہیں کھانے میں لطف آئیگا؟ اے حکمرانو! کیا تمہارے میزائل اسکے بعد کسی اور واقعے کا انتظار کر رہے ہیں؟ اور کیا تمہارا ایٹم بم کسی اور حادثے کے انتظار میں ہے؟ اے عرب کے نوجوانو! کیا تمہیں صرف جزیرہ عرب کیلئے پیدا کیا گیا تھا؟ کیا اب بھی تم کو عیش و عشرت سے گھومنے پھرنے میں مزہ آتا ہے؟ اے اہل قلم! اور اے اہل علم! کیا اب وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تم اپنے سوئے ہوئے جوانوں کو جگا دو اور کفر کے ایوانوں کو آگ لگا دو؟ اے دنیا بھر کے مسلمانو! کیا تم اتنے بے بس اور اتنے عاجز ہو گئے ہو کہ ایک اسامہ کو پناہ نہیں دے سکتے ہو؟ کیا تم ابتک غفلت کی نیند سو رہے ہو؟

اے مومنو! تم کہاں سو رہے ہو　　یہ اسلام خدا کا مٹا جا رہا ہے
آواز آرہی ہے مدینے سے تم کو　　یہ در در پہ کیوں ٹھوکریں کھا رہا ہے

اے اللہ! ابتک مظلوموں کی دادرسی نہیں ہوئی؟ اور انکی آہوں اور فریادوں نے وہ کام نہیں کیا جو ان کو کرنا چاہیے تھا، اے اللہ! کیا یہ دلسوز واقعات اور چیخ و پکار تیری بارگاہ تک نہیں پہنچی ہیں مولائے قہار و جبار!! مدد فرما مدد فرما مدد فرما تیری مدد کی ضرورت ہے ضرورت ہے ضرورت ہے نصرت فرما نصرت فرما دنیائے کفر پر غضب نازل فرما ان کو تباہ فرما تباہ فرما تباہ فرما اے اللہ جس طرح تو نے روس کی طاقت کو اپنی قدرت کاملہ سے مجاہدین اور جہاد کے ذریعہ سے تباہ و برباد کیا اسی طرح امریکہ کی طاقت کو پارہ پارہ فرما نیست و نابود اور ریزہ ریزہ فرما آمین۔

اب آیئے اور دیکھئے! کہ ان مظالم کی وجہ کیا ہے اور اچھے خاصے مسلمان دیندار، شب بیدار متقی و پرہیزگار بھی کیوں ان مظالم کے شکار ہیں اور کافر اس ذلت و ہزیمت و رسوائی اور دربدر پھرنے کے مصائب و آلام میں مبتلا کیوں نہیں؟ تو جب ہم قرآن عظیم کو دیکھتے ہیں تو وہ واضح اور غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کرتا ہے ترجمہ ملاحظہ ہو: آپ کہہ دیجئے کہ تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور برادری اور مال جو تم کماتے ہو اور سوداگری جسکے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو؟ یہ تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اسکے رسول سے اور اللہ کی راہ میں لڑنے سے تو انتظار کرو کہ اللہ اپنا حکم بھیجے اور اللہ نافرمانیوں کو راستہ نہیں دیتا ہے (سورۃ توبہ ۲۴) یہ آیت واضح طور پر بتاتی ہے کہ مسلمان جب جہاد چھوڑیں گے تو ان کو اجتماعی ذلت کا سامنا کرنا پڑیگا کیونکہ اللہ کا حکم جس کا ذکر اوپر آیت میں ہے وہ یہی ہے کہ کفار مسلمانوں پر غالب آجائیں گے اور ان کو ذلیل کر کے رکھدیں گے رسول اللہ ﷺ نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ جب تم ناجائز کاروبار میں لگ جاؤ گے اور بیلوں کی دموں کو پکڑ کر کھیتی باڑی کے پیچھے پڑ جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دیگا۔ یہ ذلت اس وقت تک مسلط رہے گی جبتک کہ تم اپنے دین یعنی جہاد کی طرف واپس لوٹ کر نہیں آؤ گے (ابوداؤد شریف) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا تھا کہ جس قوم نے جہاد چھوڑ دیا وہ ذلیل و خوار ہو کر رہ جائے گی تو اے مسلمانو اور اے نوجوانو! اب آؤ اس میدان جہاد میں اتر جاؤ اسلحہ چلانا سیکھ لو اور پھر اسے تھام لو اور ظلم و ستم کے ان تمام تابوتوں میں آخری کیل ٹھونک دو اور جبر و استبداد کی تمام زنجیروں کو توڑ کر رکھ دو اور مخلوق خدا کو مخلوق کی عبادت سے نکال کر خالق کے حضور لا کھڑا کر دو اور مشرق و مغرب پر اسلام کا جھنڈا لہرا دو اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہو۔ (امین)

مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی
خانقاہ مدنی۔ اٹک شہر

اکابر کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خالق کائنات نے دین حق کی آبیاری کے لئے جن پاکیزہ نفوس کو چنا ان میں جماعت علماء دیوبند ایک امتیازی شان رکھتی ہے۔ دین حق کے ہر شعبے میں ان کی خدمات جلیلہ مسلمہ ہیں ان میں مفسیر بھی ہیں محدث بھی، منتظم بھی ہیں، مدریس بھی، زاہد بھی ہیں مجاہد بھی، باطل، کے لئے للکار بھی ہیں اور شب زندہ دار بھی۔ خطیب و ادیب بھی ہیں۔ حکیم و طبیب بھی، مجاہد فی سبیل اللہ بھی ہیں داعی الی اللہ بھی۔ غرض ہمہ صفت موصوف شخصیات ہیں مگر جو وصف ان تمام صفات کو عروج اور کمال تک پہنچانے والا اور اسمیں نورانیت پیدا کرنے والا ہے وہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ محبت و عشق ہے اس میدان میں بھی یہ پاکیزہ لوگ بحمد للہ وبکرمہ سب سے آگے نظر آتے ہیں۔

ذیل میں زمانہ ء حال کی صرف ایک شخصیت کے چند واقعات عرض کئے جاتے ہیں جنکا نام نامی اسم گرامی حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی رحمتہ اللہ علیہ ہے آپ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید اور امام الاولیا شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز ہیں۔

- رحمتہ للعالمین راحۃ العاشقین شفیع للمذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ امام الزاہدین والعارفین حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی نور اللہ مرقدہ، حنفی دیوبندی کے عشق و محبت کے چند واقعات پیش خدمت ہیں :

۱۔ ہمارے گھر واقع اٹک شہر کے چھوٹے سے صحن میں کھجور کا ایک درخت ہے عرصہ دراز سے اس پر کوئی پھل نہیں آتا۔ میں نے ایک دن حضرت لباجی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ لباجی! اس پر کوئی پھل تو آتا نہیں اجازت ہو تو اسے نکال دیں حضرت نے فرمایا۔ نہ بیٹا نہ۔ ہمیں پھل کی ضرورت نہیں یہ تو میں آخری حج * کیلئے گیا تھا تو مدینہ منورہ کی کھجوریں لایا تھا اس کی گٹھلی زمین میں گاڑھی ہے یہ وہی پودا ہے۔ صبح سویرے جب نماز کیلئے جاتا ہوں تو اس درخت کی

زیارت کر لیتا ہوں کہ الحمد للہ مدینہ منورہ کی کھجور کی زیارت کر لی ہے۔

میرے قیام سعودی عرب کے دوران ایک دفعہ فرمایا :

۲۔ جب روضہ ءاطہر پر حاضری نصیب ہو تو صلوٰۃ و سلام کے بعد یہ عرض کرنا : اے اللہ کے نبی ﷺ میں قاضی محمد ارشد الحسینی آپ کا ایک گنہ گار اور حقیر امتی آپ کے در اقدس پر حاضر ہوں اور میں آپ کے سامنے اپنے ایمان کی تجدید کرتا ہوں اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وا شهد ان محمداً عبده و رسوله آپ میرے اس ایمان کے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گواہ ہونگے۔

۳۔ دوران سفر عمرہ مکہ مکرمہ میں ایک دن فرمانے لگے گاڑی نکالو! عرفات کی طرف چلتے ہیں میں نے عرض کیا ابا جی! حج کے علاوہ تو عرفات، منیٰ، مزدلفہ میں کوئی نہیں ہوتا۔ حضرت نے فرمایا تم چلو تو سہی۔ چنانچہ جب ہم روانہ ہوئے تو فرمانے لگے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ تک ہر نبی نے حج فرمایا ہے اور حج انہیں مقامات پر ہوتا ہے باقی نقشے وغیرہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں لیکن یہ پہاڑ وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے ہر نبی علیہ السلام نے دیکھا ہے اور خصوصاً سرکارِ دو عالم ﷺ نے تو بارہا ان پہاڑوں پر رحمت کی نظر ڈالی ہے اسلئے ان پہاڑوں کو جی بھر کر دیکھ لو۔ اس ارادے سے کہ ہماری نظر انہی مبارک پہاڑوں پر پڑ رہی ہے جن پر ہر نبی علیہ السلام کی مبارک اور رحمت والی نظر پڑی تھی۔

۴۔ ربیع الاول کا مہینہ وہ مبارک اور سعادت والا مہینہ ہے جس میں باعث تخلیق کائنات، مفخر موجودات محبوب رب الارض والسموات نبی الانس والجنات رحمت کائنات ﷺ کی آمد آمد ہوئی۔ اس نسبت سے حضرت ابا جی رحمتہ علیہ اس ماہ مبارک کو ربیع المنور فرماتے اور لکھتے۔

۵۔ ایک دفعہ مسجد نبوی علیٰ صاحبھا الف الف تحیۃ و سلاماً میں بیٹھے تھے۔ میں کسی کام سے جانے لگا تو فرمایا ارشد! جب تم واپس آؤ گے تو میں ابو ہریرۃؓ کے سامنے بیٹھا ہونگا۔ میں حیرانگی سے دیکھنے لگا تو انتہائی شفقت کیساتھ تبسم فرماتے ہوئے فرمانے لگے۔ کہ وہ دیکھو! مسجد نبوی علیٰ

---

* حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے تین حج فرمائے اور ۲ دفعہ سفر برائے عمرہ ایک حج 1939ء میں دوسرا 1952ء اور تیسرا 1974ء

صاحبہا الف الف تحیۃ و سلاماً کے پہلے بر آمدے کی پیشانی پر پہلا نام ابو ہریرہ ؓ کا لکھا ہے بس میں اسی کے سامنے بیٹھا ہوں گا۔

سبحان اللہ! کیا شان محبوبیت ہے اور کیسے نرالے انداز عشق ہیں؟ یہ کتابوں میں نہیں ملتے بلکہ پاکیزہ سینوں میں القاء ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک دفعہ میں نے امیر التبلیغ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ' کو عین اسی جگہ اسی مقام پر بیٹھے دیکھا۔

۶۔ اپنا بھی یہ معمول تھا اور ہر زائر حرم کو فرماتے بھی تھے کہ زیادہ سے زیادہ وقت حرمین الشریفین کے اندر گزارو چنانچہ خود بھی جب مدینہ طیبہ میں قیام فرماتے تو نماز تہجد کیلئے مسجد نبوی میں داخل ہوتے اور نماز عشاء ادا فرما کر باہر تشریف لاتے اور عجیب بات یہ ارشاد فرماتے کہ حرمین الشریفین میں تلاوت کلام پاک تسلسل سے کرنے رہیئے جتنی بار تکمیل کر سکو بہتر ہے۔ نیز جب واپسی کا ارادہ ہو تو قصداً چند پارے چھوڑ دو اور دعا یہ کرواے اللہ! میں تیرے اس کلام مجید کی تکمیل تیرے گھر اور تیرے نبی کے در پر ہی آکر کرونگا تو اسے اللہ تعالیٰ پھر حرمین الشریفین میں پہنچائے گا۔

۷۔ ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۹۸۴ء مدینہ مسجد اٹک میں اعتکاف فرمارہے تھے تو یہ خواب دیکھا:
ایک دن معتکف میں سید دو عالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو میں نے عرض کیا حضور ﷺ! میں بیٹھے بیٹھے درود شریف پڑھتے پڑھتے تھک جاتا ہوں اجازت ہو تو تکیہ لگالیا کروں؟
آپ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا: تجھے اجازت ہے۔ الحمد للہ

۸۔ اسی محبت و عشق کا اثر تھا کہ حضرت لاہجیؒ کے قلم سے امام الانبیاء المرسلین ﷺ کی حیات طیبہ پر ایسی کتاب منظر عام پر آئی جس کے مطالعہ سے کئی عشاق نبی ﷺ کو زیارت نصیب ہوئی۔ اور خاص کر اکابرین دیوبند نے ایسا خراج تحسین پیش کیا جو کم ہی کسی کے نصیب میں آیا ہوگا۔ چنانچہ صرف تین اکابر کی رائے گرامی پیش کیجاتی ہیں۔ (۱) حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ ارشد سراپا خیر مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”مطالعہ کی برکت سے احقر اپنے قلب میں بھی محبت نبویؐ میں ترقی واضافہ محسوس کرتا ہے“۔

(۲) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ سابق مفتی دار العلوم دیوبند نے

فرمایا۔ "مجھے بھی اس سے بڑا نفع پہنچا۔ دل سے دعا نکلی"

(۳) حضرت رائپوریؒ کے خلیفہ ارشد اور علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ' کے تلمیذ رشید حضرت محمد انوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "عجیب اتفاق ہے رحمت کائنات دیکھ رہا تھا غالباً ۳ رمضان المبارک تھا۔ دوپہر کا وقت تھا قیلولہ کیا۔ آنحضرت سرور کائناتؐ کی زیارت مبارک سے مشرف ہوا کچھ صحابہ کرام ساتھ تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابن عمرؓ کا نام یاد رہ گیا ہے حیات النبی ﷺ کے مسئلہ کی تحقیق پر خوشی کا اظہار فرمایا اور بشارتیں سنائیں۔

۹۔ اس مبارک کتاب کا نام بھی عجیب لذت و مٹھاس والا رکھا "رحمت کائنات" اس کتاب کی پہلی طباعت کے وقت حضرت لباجیؒ نے مندرجہ ذیل خواب دیکھا۔ حضرت فرماتے ہیں :

نومبر 1957 ربیع الاول ۷ ۱۳۷۷ھ ایبٹ آباد اپنے سکونتی مکان میں شام کا کھانا کھا کر قبل از نماز عشاء چارپائی پر لیٹا ہوا تھا کہ بین النوم و الیقظہ (نیم خوابی) کی حالت میں جمال رحمت دو عالم سے مشرف ہوا آپ نے فرمایا۔ "تمہارے مضمون کو میں نئی ترتیب دے رہا ہوں۔ تاکہ اسکو انبیاء علیہم السلام کی مجلس میں پیش کروں۔"

۱۰۔ حضرت لباجیؒ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین متین کی بہت خدمت لی یہ اسی محبت و عشق رسول ﷺ کا اثر تھا کہ آپ نے اسی رحمت کائنات میں تحریر فرمادیا :

روز قیامت ہر کسے دردست دارد نامہ اے
من نیز حاضر مے شوم اوراقِ رحمت دربغل

ترجمہ : قیامت کے دن ہر آدمی اپنا اپنا نامہ اعمال تھامے ہوئے حاضر ہوگا اور یہ گنہ گار رحمت کائنات کے اوراق بغل میں دبائے ہوئے حاضر ہوگا ان شاء اللہ۔

اسی عشق و محبت کے جذبے سے سرشار جب سفرِ آخرت کی تیاری ہوئی تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنی لوحِ مزار پر یہ کلمات لکھنے کا حکم فرما کر اپنے رحیم و کریم اللہ کے سامنے حاضر ہوگئے۔

"رحمت کائنات" کا مصنف رب کائنات کے حضور میں۔"

تلك عشرة كاملة رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً کاملۃً واسعۃً

حضرت مولانا عبدالحق کے یوم وفات 7 ستمبر کی مناسبت سے
تحریر۔ مولانا حامد الحق بن مولانا سمیع الحق مدرس جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

تحریک طالبان

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی فکر و دعاؤں کا ثمر

قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ، مہتمم و بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کو اس دنیا سے رحلت کئے ہوئے ایک عشرہ بیت چکا ہے۔ انکی وفات 7 ستمبر 1988ء بروز بدھ دوپہر پونے دو بجے کے قریب خیبر ٹیچنگ ہسپتال پشاور میں انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں دل کا دورہ پڑنے سے واقع ہوئی۔ ان دس برسوں میں حضرت شیخ الحدیثؒ (داداجان) کے فیوضات و برکات جامعہ حقانیہ سے نکلی ہوئی تحریکوں پر بدرجہ اتم مرتب ہوتے گئیں۔ جامعہ حقانیہ کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی کیساتھ ساتھ انکے افغان جہاد میں مصروف العمل شاگردوں کی ایک عظیم قوت طالبان اور مجاہدین اسلام، امارت اسلامی افغانستان کی نو تازہ مضبوط اور مستحکم بنیاد قائم کرنے میں جہد مسلسل سے بالآخر کامیابی و کامرانی سے فیض یاب ہوئی۔ شیخ العرب والعجم مولانا عبدالحقؒ نے اپنی روحانی اولاد طالبان کو زندگی بھر بے پناہ دعاؤں سے نوازا تھا۔ پاکستان اور افغانستان بلکہ پورے عالم اسلام میں اسلامی نظام کے نفاذ اور انقلاب برپا کرنے کا درس دیا تھا۔ آج وہی وعظ و نصیحت اور دعائے نیم شبی رنگ دکھارہی ہے اور آج طالبان کا سفید پرچم حقانیہ سے لے کہ کابل اور مزار شریف پر لہرلیا جارہا ہے۔ شیخ القرآن والحدیثؒ دارالحدیث ہال میں صحاح ستہ کی بابرکت اور متبرک کتب بخاری و ترمذی شریف کی دروس ابواب الجہاد اور ملک بھر میں کی ہوئی تقاریر کے دوران اکثر فرمایا کرتے تھے کہ انشاء اللہ بہت جلد پاکستان اور افغانستان میں ان دینی مدارس کے وظائف پر گزراوقات کرنے والے بے سروسامانی کی زندگی گزارنے اور دنیا کے عیش و عشرت کو ٹھکرانے والے منبر و محراب کے بوریا نشین طالبان کی بےمثال اسلامی حکومت قائم ہو کر رہیگی۔ جس

کیساتھ ہی اسکے جغرافیائی اثرات سے خصوصاً پاکستان، وسط ایشاء اور پورے خطہ میں اسلامی انقلاب کی تحریک زور پکڑے گی۔ چیچنیا، داغستان، تاجکستان اور ازبکستان میں اسلامی تحریکوں کی احیاء اسکی زندہ مثالیں ہیں۔

آج پورے تیس برس سے زیادہ پارلیمنٹ میں اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے جمعیت علماء اسلام پاکستان کے پرچم نبویؐ کے سایہ تلے برسرپیکار رہنے والے عظیم پارلیمنٹرین اور ملک و ملت کے روحانی بزرگ و پیشواء حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ گو اب ہماری نظروں کے سامنے موجود نہیں رہے۔ لیکن ایک ولی اللہ ملنسار مرد درویش کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات حق اور اقوال زرین طالبان کی صورت میں پورے عالم کی نگاہوں کے سامنے زندہ جاوید تصویر کی صورت میں ایک عظیم مثال بنے ہوئے ہیں۔ پوری دنیا بالخصوص اسلامی ممالک میں تحریکات اسلامیہ زور پکڑ رہی ہیں۔ شاطر سیاست باز حکمرانوں کو اپنی ذات اور کرسیوں کو بچانے کیلئے اسلامی نظام کے نفاذ کے اعلانات کے نعروں کا سہارا لینا پڑ رہا ہے۔ ان ۵۲ برسوں میں ملک عزیز پاکستان میں حکمران ٹولے، کرپٹ سیاستدانوں اور چالباز بیوروکریسی کفر کی طاقتوں اور مغربی آقاؤں کے اشاروں پر ناچتی ہوئی قومی اسمبلی میں روز اول سے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ مجاہد اسلام مولانا مفتی محمودؒ بطل حریت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور سینٹ میں جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا قاضی عبداللطیف کے اسلامی قوانین کے فوری نفاذ کی تحریکوں اور بلوں کی تضحیک و تمسخر اڑائی جاتی رہی ہے۔

آج شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا پاکستان میں اسلامی انقلاب کا خواب سچ ہوتا دکھائی دے رہا ہے آج "وہی طبقہ" جو پاکستان میں بے پناہ کرپشن، لوٹ مار کر کے خزانہ خالی کرنے حتیٰ کہ ملک کو دیوالیہ بنانے کے بعد ایک متوقع خونی، عوامی اسلامی انقلاب برپا ہونے کے نمایاں آثار نظر آنے کے خوف سے اسلامی نظام کے نافذ کروانے میں ہی اپنی پناہ اور بقاء تلاش کر رہا ہے۔ لیکن در حقیقت وہ ان اخباری اعلانات اور سیاسی دعوؤں سے عوام کو فریب اور طفل تسلیاں دے کر اقتدار کے سورج کو غروب ہونے سے بچانے کی تدبیریں کر رہا ہے آج شیخ الحدیث کے روحانی فرزندانِ

حقانیہ نے جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے انکے جانشین قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق کی قیادت میں حضرت شیخؒ کی گیارہویں یوم وفات کے موقع پر امریکہ ، یہودی اور صہیونی طاقتوں اور منافق حکمرانوں کیخلاف امریکہ مردہ باد اور طالبان ، اسامہ زندہ باد ریلیوں جلسوں کی صورت میں علم وجہاد بلند کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے بتائے ہوئے انقلاب پر عمل پیرا ہونے اور انکے ساتھ اظہار وفا کا اعلان ہے اور کیوں نہ ہو کہ طالبان کی بہت بڑی تعداد حضرت شیخ الحدیثؒ اور مولانا سمیع الحق کی براہ راست شاگرد ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ اکثر یہ سے فرمایا کرتے تھے کہ روس کے بعد انشاء اللہ رب العزت ان خاک نشین طالبان اور علماء حق کے حبور اللہ کے ہاتھوں امریکہ اور دیگر لادینی قوتوں کو پاش پاش کر دیگا۔ آج دنیا بھر کی میڈیا سروسز اور انٹر نیشنل نیوز ایجنسیوں کی فارن صحافی ٹیمیں وائس آف امریکہ ،بی بی سی ، سی این این وغیرہ حضرت شیخ الحدیث کے قائم کردہ عظیم علمی وروحانی مرکز دیوبند ثانی دارالعلوم حقانیہ کو اسلامی تحریکوں اور خصوصاً طالبان افغانستان کی تربیتی یونیورسٹی کے نام سے پکار رہے ہیں۔ زمانہ معترف ہے کہ دارالعلوم حقانیہ میں حضرت شیخ الحدیث کی روحانی اولاد اور دیگر بزرگ اساتذہ کرام وشیوخ نے کبھی مجاہدین طالبان کی جنگی وعسکری تربیت اسلحہ سے نہیں کی بلکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں انکی دینی ، اخلاقی اور روحانی تربیت کی ہے۔ اور ان طلباء کو عملی زندگی میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کا درس ضرور دیا ہے۔ جسکا ثمرہ آج تمام دنیا پر عیاں اور روز روشن کی طرح واضح ہے۔ حضرت دادا جان شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ جیسی انقلابی شخصیات اور روحانی ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ ع

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

-----:☆:☆:☆:-----

محمد زبیر دار العلوم الصفہ سعید آباد، بلدیہ ٹاؤن کراچی

تاجدار علم حدیث حضرت مولانا محمد عبد الرشید نعمانیؒ

علم و تحقیق کے شناور، محدث جلیل، وکیل فقہ حنفی، عاشق امام اعظمؒ حضرت مولانا محمد عبد الرشید نعمانی نور اللہ مرقدہ 12 اگست 99ء بروز جمعرات صبح دس بجکر پندرہ منٹ پر انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابتدائی تعلیم و تدریس :- حضرتؒ 29 ستمبر 1910ء کو جے پور انڈیا میں پیدا ہوئے۔ اپنے چچا حافظ عبد الکریم کے پاس تربیت پائی۔ ان سے اور اپنے والد منشی عبد الرحیمؒ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور مقامی مکتب میں داخلہ لیا۔ بعد ازاں مدرسہ تعلیم الاسلام بیرون اجمیری دروازہ سے منشی کا امتحان دیا۔ جسکے بعد اپنے والد مرحوم کے حکم پر علوم عربیہ کیلئے مختص ہو گئے۔ اور مدرسہ تعلیم الاسلام جے پور میں حضرت مولانا قدیر بخش بدایونیؒ سے درس نظامی کی اکثر مروجہ کتب پڑھیں۔ علاوہ ازیں مولوی، عالم اور فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔ 1934ء میں ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا اور عربی ادب میں مہارت پیدا کی۔ اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ شیخ الحدیث مولانا حیدر احسن خان ٹونکیؒ سے سند بخاری و ترمذی قراءۃً و سماعاً حاصل کی اور صحیح مسلم، ابو داؤد اور مسند امام احمد کے علاوہ مقدمہ صحیح مسلم پوری تحقیق و ضبط کیساتھ حضرت شیخؒ سے ہی پڑھا۔ انکے رفقاء درس کا کہنا ہے کہ حضرت مولانا حیدر حسن ٹونکیؒ سے جس شاگرد نے سب سے زیادہ استفادہ کیا وہ مولانا محمد عبد الرشید نعمانیؒ ہیں---- حضرت مولانا نعمانیؒ اپنے اس مشفق اور خاص استاذ کے بارے میں خود ہی لکھتے ہیں : "حضرت شیخؒ سے اس ناکارہ کو خوب اختصاص حاصل رہا اور علم حدیث سے مناسبت انہی کی صحبت میں پختہ ہوئی اصول حدیث، رجال، کتب تخریج احادیث، سنن و مسانید، اور حدیث و شروح حدیث کی سینکڑوں کتابیں ہیں جن سے تعارف و استفادہ کا موقع وہیں نصیب ہوا۔ شیخؒ کی بھی اس ناکارہ پر نظر التفات بہت زیادہ تھی۔ اور انہی کی توجہ اور دعاء کی برکت ہے جو اس ناکارہ کو کچھ علمی خدمت کی توفیق ملی" --- 1938ء میں معجم المصنفین کے مصنف علامہ محمود حسن ٹونکیؒ کی زیر نگرانی چار سال تک معجم کی تدوین و تالیف میں کام کیا جس سے مصنفین اسلام کے

بھرپور تعارف سے روشناس ہوئے۔اس کے بعد ندوۃالمصنفین کے رفیق بن کر اپنی پہلی مایہ ناز کتاب 'لغات القرآن' تصنیف فرمائی--- 1942ء میں پاکستان تشریف لائے ۔ ابتدائی دو سال ٹنڈوالہ یار میں تدریس فرمائی جسکے بعد کراچی تشریف لاکر بنوری ٹاؤن میں فقہ اور اصول حدیث کی کتابیں پڑھائیں اور علم حدیث میں بخاری شریف کے علاوہ تمام متداول کتابوں کی تدریس کی سعادت حاصل کی۔اسکے بعد بہاولپور یونیورسٹی میں بھی علمی خدمات جاری رکھیں۔پھر جب دوبارہ کراچی تشریف لائے تو ایک دن حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے مغرب کی نماز کے بعد حضرت مولاناؒ کو دو رکعتیں پڑھنے کو کہا اور خود بھی دو رکعتیں پڑھیں۔بعد میں دعاء فرمائی اور اس علمی ہیرے کو (جسے وہ صدیقی، اور اخی، لکھا کرتے تھے) کو بنوری ٹاؤن میں علم دین کی خدمت و اشاعت کیلئے مقرر فرمایا۔ آپس کے خاص تعلق کی بناء پر مولانا نعمانی نے جب تک قوت رہی۔اس عہد کو خوب نبھایا۔ اور ایک عرصہ تک بنوری ٹاؤن میں استاذ الحدیث اور تخصص فی الحدیث کے نگران کی حیثیت سے کتاب و سنت کے موتی بکھیرتے رہے۔ابتداء میں روزانہ بذریعہ بس جایا کرتے تھے، لیکن جب ضعف اور امراض نے گھیرا اور آمدورفت ممکن نہ رہی تو کراچی یونیورسٹی میں ہی ہر جمعرات تحقیقی درس شروع فرمایا جو کافی عرصہ تک جاری رہا--- آپکے بے شمار شاگردوں میں ڈاکٹر حبیب اللہ مختار، ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبداللہ کاکا خیل، مفتی محمد عیسیٰ گورمانی بطور خاص ہیں۔

علمی انہماک : حضرت مولاناؒ کا سب سے نمایاں اور ممتاز وصف انکا علمی انہماک ہے جو ہمارے لئے بلاشبہ قابل تقلید ہے۔ مطالعہ انکا سب سے محبوب مشغلہ تھا ہر وقت مطالعہ و تحقیق میں مشغول بلکہ منہمک اور مستغرق رہتے تھے۔ حتیٰ کہ عیدین کے موقع پر بھی مطالعہ کے معمول میں کمی بیشی نہ فرماتے تھے۔ذاتی ضروریات کیلئے بہت کم گھر سے باہر نکلتے تھے۔ علم و عمل، علمی مجالس اور ان میں علمی گفتگو اور اہل علم سے بے حد محبت فرماتے تھے۔

چند تصانیف پر ایک نظر : حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانی قدس اللہ سرہ، محدثین کے اس قافلہء دعوت و عزیمت کے ایک فرد تھے جس نے متقدمین کے طرز پر امت کی خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ نے علم حدیث اور فن اسماء الرجال پر انہیں جسقدر وسیع اور گہری نظر عطا فرمائی تھی،

وہ اس دور میں کمیاب بلکہ نایاب ہے --- اپنی خداداد صلاحیتوں اور علوم دینیہ میں پختہ استعداد کی وجہ سے اور ساتھ ساتھ ، تحقیق و مطالعہ میں مسلسل مشغولیت کی بناء پر تصنیف کے میدان میں قابل رشک علمی ذخیرہ چھوڑا ہے۔ انکی تصنیفات انکی اعلیٰ بصیرت کا نتیجہ ہیں۔ "ابن ماجہ اور علم حدیث" اور "الامام ابن ماجہ وکتابہ فی السنن" میں مندرجہ ذیل عنوانات پر مفصل مباحث انکی علمی عظمت کا ثبوت ہیں ..... امام ابن ماجہؒ کی سوانح عمری ، تاریخ و تدوین حدیث ، کتابت حدیث ، رُواۃ اور بُلدان کی مفصل تحقیقی مباحث ، کتب خمسہ کی شروط و شروح ، ابن ماجہؒ کے صحاح میں داخل ہونے ، موضوعات ابن ماجہ کی منصفانہ تحقیق ..... علاوہ ازین "التعقیبات علی الدراسات" اور "التعلیقات علیٰ ذب ذبابات" "التعلق علی مقدمہ کتاب التعلیم" اور دیگر بے شمار علمی ذخیروں پر آپکے مقدمات اور مفصل تعلیقات کی طویل فہرست ہے۔ مزید کئی موضوعات پر مفید رسائل بھی تحریر فرمائے۔ جو عنقریب "مقالات النعمانی" کے نام سے شائع ہونگے --- طالب صادق اگر مولاناؒ کے ان مقدمات و مقالات کو پڑھے اور غور و فکر سے کام لے تو اپنا دامن قیمتی موتیوں سے بھر سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت اور مولانا عبدالرشید نعمانیؒ حضرت مولاناؒ کو فقہ حنفی ، امام ابو حنیفہؒ اور ائمہ حنفیہ سے خاص عشق تھا۔ امام اعظمؒ کی تعریف و تذکرہ سے خوش ہوتے تھے بعض اوقات انکا ذکر کرتے ہوئے آپؒ پر گریہ طاری ہو جاتا --- اپنی بصیرت کی بناء پر امام ابو حنیفہؒ کی خدمات حدیث اور ان کے شغف علم حدیث پر بڑا احساس اور بیدار دل پایا تھا۔ بلاشبہ یہ انکے قلب کی سعادت مندی ہے۔ اس سلسلہ میں "سیرت امام شافعی پر ایک نظر" میں مولف کی طرف سے امام صاحبؒ پر بے جا اعتراضات کا پورے یقین کے ساتھ رد فرمایا۔ "مکانۃ الامام ابی حنیفہ" "ما تمس الیہ الحاجہ" "اور مقدمہ کتاب لآثار" میں علم حدیث کی دیگر مباحث کے علاوہ امام صاحبؒ کی محدثانہ حیثیت پر پوری بصیرت کیساتھ قلم اٹھایا۔ اور دلائل و شواہد کی روشنی میں اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ نیز حنفیت پر فریق مخالف کے اعتراضات کا علمی محاسبہ کر کے ائمہ حنفیہ کی وکالت و ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔

<u>مقدمہ کتاب لآثار پر ایک نظر :</u> کتاب لآثار پر حضرت مولاناؒ کا عجیب و غریب تحقیقی مقدمہ علم حدیث اور امام صاحبؒ کے شغف حدیث پر وسعت نظر کا واضح ثبوت ہے اس مقدمہ میں

مصنف (امام اعظمؒ) کی جلالت قدر، صحت کا التزام، حسن ترتیب، قبولیت عام، استیعاب مباحث، نسخوں کی تحقیق، پر جامع تذکرہ موجود ہے۔ اور مذکورہ مقدمہ میں "ایک غلط فہمی کا ازالہ" کے عنوان سے پہلی مرتبہ پوری تحقیق و قطعیت کیساتھ یہ ذکر فرمایا ہے کہ "کتاب الآثار" امام ابو حنیفہؒ ہی کی تصنیف ہے۔ اس سلسلہ میں ملا جیونؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، علامہ شبلی نعمانیؒ، علامہ سید سلیمان ندوی اور دیگر حضرات کے وہ اقوال جو اس نظریہ کے خلاف ہیں انکا علمی تجزیہ اور وضاحت کی ہے۔ علاوہ ازیں قطعیت اور دلائل کیساتھ یہ بات ذکر کی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کو شرف تابعیت حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں عام طور پر امام صاحبؒ کی تین روایات جو صحابہ سے مروی ہیں وہ اہل علم کے سامنے ہیں۔ لیکن حضرت مولانا نعمانیؒ مزید ایک ایسی حدیث پر مطلع ہوئے جو امام صاحبؒ نے صحابی سے روایت کی ہے۔ حضرت مولاناؒ کی وفات سے قبل امام صاحب اور حدیث سے متعلق جس کام میں مشغول تھے وہ یہ تھا کہ امام ابو حنیفہؒ کی وہ روایات جو مختلف کتب احادیث میں موجود ہیں انہیں یکجا اور جمع کر رہے تھے -- اسیطرح پوری وضاحت کیساتھ ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ امت میں پہلے محدث ہیں کہ جنہوں نے علم حدیث کو باقاعدہ فقہی ابواب پر مرتب فرمایا ہے جس کے بعد امام مالکؒ اور دیگر حضرات نے امام صاحب کے اس طریقہ کا اتباع کیا ہے۔

حضرت نعمانی قدس اللہ سرہ' کی ان علمی تحقیقات کو یقیناً انکے "تجدیدی علمی نکات یا کارنامے قرار دیا جاسکتا ہے۔ حدیث ورجال پر گہری نظر، علمی تصنیفات، اور نادر تحقیقات کی بناء پر کبار اہل علم کا کہنا ہے کہ اس دور میں علم حدیث اور فن اسماء الرجال پر حضرت مولاناؒ ہی کو اللہ تعالی نے سب سے زیادہ وسعت نظری اور مہارت عطا فرمائی ہے۔ --- راقم الحروف کے استاذ و مربی شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ' نے فرمایا کہ حضرت مولاناؒ اس بات کے مستحق ہیں کہ انہیں علم حدیث پر ایوارڈ دیا جائے۔

کبار اہل علم کا اعتراف : جب مولانا عبدالرشید نعمانیؒ جب بہاولپور یونیورسٹی سے علیحدہ ہوگئے تو حضرت مولانا عبدالرحمان کاملپوریؒ نے انہیں خط لکھا جس میں تحریر فرمایا "...... آپ جن کمالات کے حاوی ہیں ان کو دیکھتے ہوئے آپکا بدل اس ادارہ کو ملناد شوار اور سخت دشوار ہے"۔

حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی تحریر فرماتے ہیں۔ آپ تاریخ، حدیث و رجال اور بعض

دیگر فنون حدیث میں غیر معمولی قابلیت کے مالک ہیں اور اس موضوع کی کتب پر عالمانہ نظر رکھتے ہیں۔ محنتی، سادہ مزاج اور مستعد عالم ہیں۔ (سال اول کی سالانہ روئیداد ۶۹۔۷۰ ص ۱۳)۔۔ حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں .... "میرے نزدیک یہ اپنی موجودہ قابلیت اور متوقعہ کمال کی بنیاد پر اسکے مستحق ہیں کہ ہر قسم کے ذمہ دارانہ کام جن کا تعلق اسلامی علوم کی تدوین و تصنیف وغیرہ سے ہو کو حسن و خوبی کیساتھ انجام دے سکتے ہیں کیونکہ ان خدمات کیلئے جس علمی سرمایہ کی ضرورت ہے اسکا کافی حصہ انہوں نے جمع کر لیا ہے"۔۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے جب اپنی مایہ ناز کتاب معارف السنن کی جلد اول مکمل کر لی تو ایک نسخہ پر یہ تحریر لکھ کر ہدیۃً بھیجا۔ اقدمه الیٰ صدیقنا المحقق مولانا الشیخ محمد عبدالرشید النعمانی حفظه الله تقدیراً لجلیل ماثره فی الرجال والحدیث. حضرت مولانا منظور نعمانیؒ نے "المدخل" پر مولانا عبدالرشید نعمانیؒ کا تبصرہ پڑھا تو مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ کو ایک خط میں لکھا .... "ایها الاخ! هذا مولانا عبدالرشید فظهر شجاعاً کبیراً(فی میدان العلم والتحقیق) و بهذه المقالات العلمیه المحققه نطمئن بعض اطمئنان بان یبقی فینا وارثوا مذایا اکابرنا و مذایاتهم" "ارے بھائی! یہ مولانا عبدالرشید تو علم و تحقیق کے میدان میں چھپے ہوئے رستم نکلے۔ ایسے تحقیقی، علمی مقالات، سے کچھ اطمینان ہوتا ہے کہ ہمارے اندر بھی ہمارے اکابر کی خصوصیات کے وارث اور انکی خصوصیات باقی ہیں۔ علامہ شیخ احمد رضا البجنوریؒ قسم تراجم المحدثین میں رقمطراز ہیں ......
وسائر تصانیفه فیها تحقیقات فریدة بدیعة وافکاره المحققه فی مقد ماته و تعلیقاته تشبه طریقه العامه الکوثریؒ فی تصانیفه الخ. یعنی اپنی تصانیف میں علامہ کوثری سے مشابہت رکھتے ہیں الخ مقدمہ انوار الباری۔ (ص ۲۷۹) تبحر اور جید شامی حلبی عالم علامہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ (جنھوں نے مولانا نعمانیؒ کی دو کتابوں مکانۃ الامام ابی حنیفہ اور الامام ابن ماجہؒ پر بھی کام کیا ہے) تحریر فرماتے ہیں۔ وهو من افذاذ العلماء المحققین فی تلك الدیار علماً و فهماً و ذهداً وتقیً اوقاته معموره لیلاً ونهاراً بذکرٍ و تلاوة او وعظ وارشاد او تحقیق و مطالعة او تدریس و تعلیم، او تسنیف و تالیف، واکبر شغلهالدرس والافادة والبحث والمطالعه — (الامام ابن ماجه و کتابه فی السنن ص ۱۷) مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی صاحب

دامت برکاتہم العالیہ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں.....(مولانا حیدر حسن خانؒ ٹونکیؒ کے شاگردوں میں) بہت سے علمی خدمات میں مشغول اور ملک میں نیک نام ہیں۔ لیکن مولانا کے تلمیذ ارشد اور انکے فن اور ذوق کے وارث ہمارے فاضل دولت مولانا عبدالرشید نعمانی ہیں۔ انکے علمی کام تعارف کا محتاج نہیں۔ مولانا حیدر حسن خانؒ کی تحقیقات سے پورا فائدہ اٹھایا مولانا کو بھی ان سے بڑا تعلق اور ان پر اعتماد تھا-(پرانے چراغ ص ۲-۲۱۰)---اپنے اس دیرینہ رفیق کی وفات پر مولانا علی میاں مدظلہم کو بڑا قلبی دھچکا لگا۔ وفات کے دن اپنے فیکس مراسلہ میں ارشاد فرمایا"کل اچانک پاکستان سے ایک فون پر اپنے محب، محبوب رفیق وہم استاذ مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب کے حادثہء وفات کی اطلاع ملکر دل کو چوٹ لگی۔ اس وقت معاصرین میں جو تعلق اور مناسبت مولانا سے تھی وہ کم کسی سے ہوگی وہ ہمارے استاذ شیخ الحدیث حضرت مولنا حیدر حسن صاحب کے ممتاز ترین شاگرد تھے۔ اللہ انکی خدمات قبول فرمائے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت فیوضہم مولانا نعمانیؒ کے نام اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں...... آپکا گرامی نامہ پڑھ کر بے ساختہ امام مسلمؒ کا فقرہ دہرانے کو جی چاہتا ہے۔ دعنی یااستاذ ان اغسلُ عن قدمیك "(اے استاذ مجھے اپنے قدم دھونے کی اجازت دے دیجئے) "محقق العصر کا خطاب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپکی مصروفیات اسکی اجازت نہیں دیتیں ورنہ جی چاہتا ہے کہ میری کوئی تحریر یا کتاب آپ کی نظر ثانی کے بغیر شائع نہ ہو۔

اسکے علاوہ شیخ وقت حضرت مولانا عبدالقادر رائپوریؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمہم اللہ کے علمی موضوعات اور تحقیقی مکالموں اور گفتگو پر مشتمل خطوط کی کافی تعداد ہے۔ ہمیں امید ہے کہ انکے لائق و فائق اکلوتے صاحبزادے ڈاکٹر عبدالشہید نعمانی ان مکتوبات کو شائع کرینگے۔ یقیناً ہم جیسے طالبین کیلئے مکتوبات کا یہ مجموعہ تحقیق و دلچسپی کا خوبصورت مرکب اور شاہکار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور خدمت دین کے لئے قبول فرمالیں۔

☆☆☆☆☆☆

ایم۔ آئی۔ خان

مشرقی تیمور کی آزادی کیلئے امریکہ سربکف کیوں؟

انسانی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ حدود و قیود کا پابند نہیں رہ سکتا آزادی اسکی جبلت کا جزو لاینفک ہے اور دنیا بھر میں جاری آزادی کی تحاریک اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ حضرت انسان کسی کی غلامی ہرگز قبول کرنے کو تیار نہیں وہ ہمہ وقت آزادی حاصل کرنے کیلئے تیار رہتا ہے۔ یہ آزادی محض جسمانی سطح تک ہی محدود نہیں بلکہ اظہار رائے سمیت ہر شعبہ زندگی پر محیط ہے ہم نے بھی آزادی کیلئے بہت سی قربانیاں دیکر مملکت خداداد پاکستان حاصل کیا۔ آج بھی دنیا بھر میں آزادی کی متعدد تحریکیں زوروں پر ہیں کشمیری مسلمانوں کی تحریک آزادی اس سلسلے میں بہترین مثال کے طور پر پیش کی جاسکتی ہے اسی طرح روس اور بوسنیا میں بھی مسلمان اپنی آزادی کے حصول کیلئے ہر سطح پر قربانیاں دے رہے ہیں۔

لیکن شومئی قسمت کہ مغربی اقوام انہیں آزادی دینے کیلئے آمادہ نہیں امریکہ سمیت ان مغربی اقوام کے دوغلے پن کا عالم یہ ہے کہ مسلمانوں کی تحاریک پر تو انکے کان پر جوں تک نہیں رینگتی لیکن اسرائیل جیسی ناجائز ریاست کے قیام کیلئے انسانی حقوق کے ان علمبرداروں نے تمام قواعد و ضوابط کو پس پشت ڈال دیا جس سرعت اور جانبداری کا مظاہرہ امریکہ اور اسکے حواریوں نے اسرائیل کو بنانے میں کیا تھا اسی چیز کو اب دوبارہ دہرایا جارہا ہے جسکی تازہ ترین مثال مشرقی تیمور کی ہے مشرقی تیمور جسکی اکثریت عیسائی آبادی پر مشتمل ہے کو خود مختاری دلانے کیلئے اقوام متحدہ امریکہ اور دیگر مغربی اقوام تمام ضابطوں کو بالائے طاق رکھ کر ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔

گہرے نیلے سمندر کی سرزمین مشرقی تیمور کی مجموعی آبادی 6 لاکھ ہے 25 برس قبل تک یہ جزیرہ پرتگال کی نو آبادی تھا لیکن 1975ء میں انڈونیشاء نے اس علاقے پر قبضہ کر کے اسے اپنی علمداری میں لے لیا بعد ازاں انڈونیشیا نے 17 جولائی 1976 کو مشرقی تیمور کو انڈونیشیا کا 27 واں صوبہ بنانے کا اعلان کیا جسکے بعد انڈونیشیا نے اس علاقے میں بہت سے ترقیاتی کاموں کا آغاز کیا۔

تاہم علاقے کی عیسائی آبادی نے بیرونی آشیرباد کی بدولت اپنی آزادی کی تحریک جاری رکھی اور پہلی بار اقوام عالم کی توجہ مشرقی تیمور کی جانب اس وقت مرکوز ہوئی جب 12 جولائی 1991ء کو ڈلی سانتا کے قبرستان میں فائرنگ کے باعث تقریباً 50 سے 150 کے قریب افراد ہلاک ہو گئے۔ 1994ء میں انڈونیشیائی فوج اور باغیوں کے درمیان مذاکرات ختم ہو گئے۔ کامیاب مذاکرات کے باوجود باغی تنظیم کے ماؤنے اپنے رابطے جاری رکھے اور 1996ء میں خود ساختہ جلا وطن جو زاراموس اور رومن کیتھولک بشپ کارلوس فلپ کو انسانی حقوق کا بے مثال جنگجو قرار دیکر نوبل انعام سے نوازا گیا جس سے باغیوں کی تحریک کو مزید تقویت ملی بعد ازاں 21 مئی 1998ء کو اسوقت غیر معمولی پیش رفت ہوئی جب انڈونیشیا کے صدر سہارتو مستعفی ہو گئے۔ اور انکی جگہ لینے والے نئے صدر حبیبی نے مشرقی تیمور سے انڈونیشیائی فوجوں کو واپس بلالیا اس اقدام کے بعد مشرقی تیمور کی آزادی کی طلبگار قوتیں جو اس سے قبل صرف خود مختاری مانگ رہی تھیں نے اچانک آزادی کا مطالبہ کر ڈالا مشرقی تیمور کے لوگوں کیجانب سے آزادی کے اچانک مطالبے کے محرکات کے پیچھے ایک گہری سازش تھی۔

مغربی طاقتیں ایک سازش کے تحت ایشیاء میں اسرائیل کی طرز پر ایسی غیر مسلم ریاست کا قیام چاہتی ہیں جو انکے مفادات کا علاقے میں تحفظ کر سکے اس مقصد کیلئے ابتداء میں غیر ملکی سرمایہ کاروں نے دھڑا دھڑ انڈونیشا میں سرمایہ کاری کی اور ان سرمایہ کاروں نے بتدریج انڈونیشیا میں اپنا حلقہ اثر بڑھایا بیرونی سرمایہ کاروں نے جب انڈونیشیا کی معیشت کو اپنی گرفت میں لے لیا اور جب سٹاک ایکسچینج بیرونی سرمایہ کاروں کے تابع ہو گیا تو انہوں نے مرحلہ وار پہلے حکمرانوں کی بدعنوانی کو بے نقاب کر کے عوام کو ان سے متنفر کیا اس مقصد کیلئے زبردست پراپیگنڈہ کیا گیا اور جب انڈونیشا کے عوام اپنے حکمرانوں سے بدظن ہو گئے۔ تو پھر مشرقی تیمور کی آزادی کیلئے مغربی اقوام نے پراپیگنڈہ شروع کیا اس موقع پر غیر ملکی ذرائع ابلاغ نے مشرقی تیمور کے باغیوں کو ہیرو بنا کر پیش کیا مغربی اقوام نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ علاقے کی عیسائی آبادی کو اسلحہ اور بھاری رقوم بھی مہیا کیں۔ آزادی کیلئے لڑنے والوں کو مغربی ممالک میں مسلح جدوجہد کی تربیت دی گئی بے دریغ

اسلحہ فراہم کیا گیا اور باغیوں کو گوریلا جنگ لڑنے کی بھی تربیت دی گئی بعد ازاں مشرقی تیمور میں باغیوں کے لیڈروں کو جب نوبل انعام سے نوازا گیا تو جنگی تحریک کو دنیا بھر میں متعارف کرایا گیا اور جب آزادی کی تحریک عروج پر پہنچ گئی۔ تو غیر ملکی سرمایہ کاروں نے اچانک انڈونیشیا سے اپنا سرمایہ نکال لیا۔ جسکے باعث ملکی معشیت تباہ ہو کر رہ گئی۔ اچانک معاشی بحران آگیا اور حکمرانوں کو عملی طور پر بے بس کر دیا گیا۔ جب انڈونیشیا کے حکمران بے بس ہو گئے تو پھر اسوقت آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک نے اپنا کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔ اور حکمرانوں کو امداد کا دانہ ڈالکر لالچ دیا گیا۔ اور حکمرانوں کو مالیاتی ناخداؤں نے اپنے قابو میں کر لیا اور اس مالی معاونت کی آڑ میں انڈونیشیا کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ مشرقی تیمور کو جلد از جلد آزاد کرائے۔ بالآخر حکام استقدر مجبور ہو گئے کہ انہیں ملکی معیشت کے دباؤ کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور نتیجتاً مشرقی تیمور میں انڈونیشیا کو ریفرنڈم کرانا پڑا۔ یہ ریفرنڈم اقوام متحدہ کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ اس ریفرنڈم میں اکثریت نے آزادی کے حق میں فیصلہ دیا۔

30 اگست 1998ء کو ہونے والے اس ریفرنڈم میں علاقے کی 78.5 فیصد آبادی (3 لاکھ 44 ہزار 580 افراد) نے آزادی کے حق میں ووٹ دیا جبکہ 21.5 فیصد آبادی (94 ہزار 388) افراد نے انڈونیشا کیساتھ رہنے کو ترجیح دی اگر چہ اکثریت نے ریفرنڈم میں آزادی کے حق میں ووٹ دیا لیکن ریفرنڈم کی غیر جانبداری کے بارے میں انڈونیشاء نے اپنے خدشات ظاہر کئے تھے انڈونیشا کے حکومتی اہلکاروں اور ذرائع ابلاغ نے کم وبیش 88 ایسے واقعات کی نشاندہی کی جسکے دوران نہ صرف جعلی ووٹ ڈالے گئے بلکہ وہاں کے عوام کو آزادی کے حق میں ووٹ ڈالنے پر اکسایا گیا اسکے علاوہ مشرقی تیمور میں ہنگامے کرا کے علاقے سے انڈونیشیا کے حامیوں کو بھگا دیا گیا جس سے ریفرنڈم کے نتائج متاثر ہوئے۔

دوسری جانب جب انڈونیشیا کی حکومت نے علاقے میں امن وامان کی صورت حال کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی تو آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے حکام نے صدر حبیبی کو خبردار کیا کہ اگر اس نے آزادی کی راہ میں روڑے اٹکائے تو نہ صرف انکا اقتدار خطرے میں پڑ جائیگا بلکہ ملک میں اقتصادی بحران برپا کر دیا جائیگا اور اسکے علاوہ 43 ارب ڈالر کی امداد بھی روک دی جائے۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب حکمران خواہش کے باوجود مزاحمت نہ کر سکے۔ اور اقتصادی مشکلات سے نمٹنے کیلئے

انہوں نے مشرقی تیمور کو قربان کر دیا۔

تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ ان سطور کے لکھے جانے تک مشرقی تیمور میں بین الاقوامی امن فوج تعینات کرنے کیلئے سلامتی کونسل کا اجلاس طلب کر لیا گیا اور عین ممکن ہے کہ ان سطور کے شائع ہونے تک مشرقی تیمور میں بین الاقوامی امن فوج تعینات کر دی جائے بہر حال مشرقی تیمور کے تیل کے ذخائر پر مغربی ممالک کا قبضہ ہو جائے گا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ انڈونیشیا کے حکمران اپنے خلاف جاری ہونے والے بدعنوانی کے سکینڈل سے بچنے کی خاطر چپ رہیں گے اور اسکا نتیجہ یہ نکلے گا کہ انڈونیشیا کے بطن سے مغربی عوام کی آشیرباد بلکہ دھونس اور زبردستی سے ایک غیر مسلم ریاست کا قیام عمل میں لایا جائیگا۔ اس تمام معاملے میں امریکہ نے جو کردار ادا کیا وہ اس دوغلے پن کا واضح ثبوت ہے جس سے اس کی اسلام دشمنی بالکل عیاں ہے مشرقی تیمور کے مسئلے پر امریکہ نے انسانی حقوق کے نام پر انڈونیشیا کے حکمرانوں کو بلیک میل کیا صدر کلنٹن نے انڈونیشیا سے اسوقت تک قطع تعلق کر لیا ہے جب تک مشرقی تیمور کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا امریکہ اس سلسلے میں اتنا آگے چلا گیا کہ اس نے انڈونیشیا کو فوجی کاروئی کی بھی دھمکی دیدی۔

انڈونیشیا کی موجودہ صورت حال دیکھکر یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ آخر انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں اسے مسلمانوں کیخلاف کیوں نظر نہیں آتیں کشمیر میں بھارتی فوج کی بربریت سب پر عیاں ہے انکی مسلح جدوجہد اب کئی عشروں پر محیط ہے لیکن اسلام مخالف قوتیں یہ نہیں چاہتیں کہ ایک اور اسلامی ملک معرض وجود میں آئے حالانکہ اقوام متحدہ اس امر کی منظوری دے چکی ہے کہ کشمیریوں کو حق خود ارادیت دیا جائے لیکن عالمی ادارے کی سفارش کے باوجود بھارت انسانی حقوق کے ان تمام نام نہاد ٹھیکیداروں کے شر سے سلامتی کونسل کی قرار دادوں کو اپنی ہٹ دھرمی کی نذر کر کے ٹھکرا چکا ہے۔ حالانکہ یہ اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر موجود سب سے پرانا مسئلہ ہے جو ابھی تک حل طلب ہے لیکن مشرقی تیمور میں امریکہ اور مغربی اقوام نے جو کردار ادا کیا ہے وہ اس ضرورت کی جانب ہماری توجہ مبذول کراتا ہے کہ ہمیں بھی امت مسلمہ کے وسیع تر مفاد میں اتحاد کر کے مسلمانوں کی آزادی کی تحریکوں کو تقویت بخشنا چاہیے۔

☆ ☆ ☆ ☆

افکار و تاثرات ______________ بنام مدیر

پروفیسر محمد معین الدین، کراچی

حضرت شیخ الہندؒ اور شریف حسین غدار :

مکرمی جناب راشد الحق صاحب سلام مسنون

عرصہ ہوا آپ سے خط و کتابت کیئے ہوئے۔ ستمبر 99ء کا "الحق" ملا۔ جس میں اسلام آباد میں تحفظ جہاد اور مجاہدین کانفرنس کی روداد پڑھی۔ اس مضمون میں جناب حامد میر ایڈیٹر اوصاف کی تقریر کے حوالہ سے چند باتیں گوش گزار کرنا چاہونگا۔ یہ واقعہ ہے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن کی اسارتِ مالٹا کے بارے میں۔ مولانا حرمین شریفین گئے اور وہاں انگریز سامراج کے خلاف پلان بنا رہے تھے۔ اور تجویز یہ تھی کہ غالب پاشا گورنر مکہ سے مل کر استنبول جانے کی راہ پیدا کی جائے۔ لیکن نیرنگی روزگار سے یہاں یہ ہوا۔ کہ شریف حسین نے انگریزوں سے سازباز کر کے یک بیک ترکوں کیخلاف بغاوت کر دی اور اس بغاوت کے باعث عالم اسلام میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً مسلمانوں میں عربوں کی طرف سے بیزاری اور بددلی پیدا ہوئی۔ شریف حسین کی جاسوسی کے باعث شیخ الہند اور انکے رفقاء کو گرفتار کیا گیا۔ اس گرفتاری کے بعد ان سے تفتیش کرنے کیلئے جو انگریزی فوجی مقرر ہوئے اس نے مولانا سے بہت سے سوالات کیئے اور ان سوالات میں سے ایک سوال یہ تھا کہ "شریف حسین کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے؟" مولانا نے فرمایا وہ باغی ہے۔

اس موقع پر اس واقعہ کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ کہ عربوں نے انگریز کے بہکانے میں آکر ترکوں سے جو بغاوت کی تھی (اور قدرت کیطرف سے جسکی سزا وہ آج بھگت رہے ہیں اور جس نے ملت اسلامیہ کی اجتماعی طاقت کو بکھیر کر رکھ دیا) حضرت شیخ الہند نے اس کا دردناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور خود بھی اس کا شکار ہوئے تھے ہندوستان آنے کے بعد آپ ایک مرتبہ مراد آباد تشریف لائے اور یہاں مسلمان رضاکاروں کی ایک جماعت کو عربی لباس میں دیکھا تو آپ نے کبیدہ خاطر ہو کر فرمایا یہ غداروں کا لباس ہے۔ اس کو اتار دو" (ماخوذ از علمائے ہند کا سیاسی موقف)۔

شیخ الہند ہندوستان کی اہمیت سے آگاہ تھے۔ اور وہ جانتے تھے کہ ہندوستان کی آزادی کے

اثرات اسلامی دنیا اور ان ایشائی ممالک پر جو مغرب کی استبداد کی چنگل میں پھنسے ہوئے تھے بڑے گہرے اور دور رس اثرات مرتب ہونگے۔ اور متحدہ ہندوستان کی آزادی کی وجہ سے انگریز سامراج اسلامی دنیا میں اپنی ریشہ دوانیاں نہ کر سکے گا مولانا سعید احمد علمائے ہند کا سیاسی موقف میں رقم طراز ہیں :- انگریز نے جب تک ہندوستان پر قبضہ نہیں کیا تھا اسوقت تک ایران، افغانستان اور مشرق وسطی میں بھی اسکے قدم نہ جم سکے۔ تمام اسلامی ممالک میں انگریزی استعمار کی ریشہ دوانیوں کا اصل مرکز ہندوستان تھا۔ اسلئے حضرت شیخ الہند کی نظر میں ہندوستان کی آزادی اور اس کیلئے فرقہ وارانہ اتحاد شرط اول تھی۔ اس اتحاد کے بغیر ہندوستان کی آزادی اور ہندوستان کی آزادی کے بغیر اسلامی ممالک سے انگریزی استعمار کی ریشہ دوانیوں کا انسداد نا ممکن تھا۔ مولانا کی دوربین نظروں نے اسلامی ممالک کا جو نقشہ دیکھا تھا اور جو خواب دیکھا تھا۔ وہ تو پورا نہ ہو سکا۔ لیکن آج جو کیفیت مشرق وسطی اور عرب ممالک کی ہے۔ وہ حضرت کی دور اندیشی اور اعلیٰ سیاسی بصیرت کی بہت بڑی دلیل ہے۔
ہمارے بزرگوں نے اسلامی دنیا کیلئے جو خواب دیکھا تھا ہم ابھی تک اپنی کوتاہیوں، خود غرضیوں اور ناعاقبت اندیشیوں کی وجہ سے اس کی تعبیر حاصل نہ کر سکے۔ اگر آج ہمارے حکمران اور سیاست دان انہیں خطوط پر سوچنا شروع کر دیں۔ جن پر شیخ الہند اور ان کے رفقاء سوچ رہے تھے۔ تو اسلامی دنیا پر چھائے ہوئے سیاہ بادل چھٹ سکتے ہیں۔ ہم پہلے مرحلہ میں پاکستان اور افغانستان کے مضبوط اتحاد کی کوشش کریں اور ان تمام عرب ممالک سے جہاں امریکی اور انکے گماشتوں کی مداخلت ہو رہی ہے اور عرب عوام کی آزادی اور خوشحالی کو پامال کیا جا رہا ہے۔ اور ان پر ظالم اور عیاش حکمران مسلط کر دیئے گئے ہیں ان استعماری طاقتوں سے عرب عوام کو چھٹکارا دلایا جائے۔ مغرب کی یہی کوشش رہی ہے اور اب بھی ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق نہ پیدا ہو۔ ہماری اولین ترجیح یہ ہونی چاہیے کہ ہم عوامی سطح پر اسلامی ممالک کے عوام کو متحد کریں اور اپنے زور بازو اور قوت ایمانی سے ان تمام استعماری قوتوں اور انکے گماشتوں کو شکست دیں جو کئی صدیوں سے مسلمانوں کی قوت فکر و قوت تخلیق کو منجمد کئے ہوئے ہیں اور ان میں نہ تو رجائیت خود اعتمادی اور اولوالعزمی پیدا ہونے دیتے اور نہ ہی انکو اس قابل بنایا ہے کہ وہ سرمایہ دار ممالک اور اداروں (جنکی جڑیں زیادہ تر یورپ اور امریکہ میں ہیں) کی کاسہ لیسی سے پیچھا چھڑا سکیں۔ اور جو اسلامی دنیا

کی قدرتی ذخائر سے عرصہ سے بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ یہ انپر ہمیشہ قابض رہیں۔

سلام مسنون۔　　مزاج گرامی !

مدت سے آپ کو عریضہ ارسال کرنا چاہ رہا تھا مگر　ع　اے سبا آرزو کہ.....!

کوئی تقریب بہر ملاقات نہ بن پا رہی تھی۔ گو کہ آپ کے خونی قلم سے پہلے روز ہی گھائل ہو گیا تھا اور بارہا ایسے مواقع آئے کہ آپ کو لکھنا ضروری ہو امگر..........!

آپ نے ماشاء اللہ جس خوبصورتی سے اپنی علمی و ادبی میراث کو سنبھالا ہے اسکی داد نہ دینا-- بخل ہو گا۔ بالخصوص آپ نے خطیبانہ طرز تحریر سے ہٹ کر جو ادیبانہ رنگ اپنایا ہے وہ ہم ایسے دنیاداروں کو بھی اپنی طرف کھینچنے پر مجبور کرتا ہے وگرنہ ہمارے خانقاہی نظام میں تو ہر جگہ ایک مخصوص طرز نگارش پایا جاتا ہے جس پر تصوف کی گہری چھاپ ہوتی ہے۔ مگر آپ کا اشہب قلم ماشاء اللہ تمام حدود و قیود کو پھلانگتا ہوا اپنی خاندانی روایات کے جلو میں سرپٹ دوڑ رہا ہے۔ اس ضمن میں آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ بہر حال اگر آپکا سفرنامہ کبھی شائع ہوا تو اپنے خیالات کا مفصل ظہار کرونگا۔ سردست تو آپ کو ایک تکلیف کیلئے یہ عریضہ ارسال کر رہا ہوں۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ میری آبائی لائبریری میں "الحق" اول روز سے آرہا ہے اور اسکی تمام فائلیں آج تک مکمل ہیں۔ میرے والد گرامی خواجہ محمد خان اسدؒ "الحق" کیلئے باقاعدگی سے لکھتے بھی تھے۔ اور آپ کے والد بزرگوار سے انکے گہرے مراسم بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ 1980ء میں والد گرامی کی عین خواہش کے مطابق جب دوران حج مکہ مکرمہ میں رحلت ہوئی تو "الحق" میں تعزیتی نوٹ لکھا گیا۔ خیر آپ کا عنایت نامہ آنے پر والد گرامی سے متعلق اپنی مرتبہ کتاب نذر کرونگا۔

"الحق" کے خصوصی شمارہ میں میرا ایک مضمون "حضرت شیخ الحدیثؒ کی حضرت مدنیؒ سے محبت و عقیدت" کے حوالہ سے امید ہے آپ کی نظر سے گذرا ہو گا۔

بہر حال عرض یہ ہے کہ ایک تو میرے پاس موجودہ جلد 34 کے پہلے دو شمارے نہیں ہیں اس طرح میری یہ جلد نامکمل ہو رہی ہے۔ دوسرے کچھ عرصہ پہلے ایک صاحب مجھ سے

جلد 24 عاریتاً لے کر گئے اور پھر انہوں نے گم کر دی۔ جسکی وجہ سے میں بے حد پریشان ہوں۔لہذا اگر مجھے قیمتاً بھی جلد 24 مکمل مہیا کر دیں تو ممنون رہونگا۔اس سلسلے میں آپکے ناظم صاحب کو بھی دو تین مرتبہ لکھ چکا ہوں مگر جواب ندارد ----شاید آپ سے مکاتبت کا بہانہ بننا تھا۔

"الحق" آج بھی میرے والد گرامی خواجہ محمد خان اسدؒ کے نام آتا ہے۔ اور خریداری نمبر 4241 ہے امید ضرور توجہ کریں گے۔ حضرت والد صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام نیاز!

والسلام طالب دعا راشد علی زئی' میرا کتب خانہ حضرو ضلع اٹک

سلام مسنون۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکیسویں صدی کے آغاز پر ادارہ الحق کی طرف سے دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں دین حق کی سربلندی کے نئے جذبوں اور ولولوں کیساتھ کام کرنے کے سلسلہ میں بہت بڑی تیاریوں کی جھلکیاں نظر آرہی ہیں۔ماہنامہ الحق کے ذریعے نئی صدی کے آغاز پر جن مضامین پر مشتمل الحق نمبر نکالنے کا انتظام وانصرام کیا جارہا ہے۔ان شاء اللہ یہی نمبر اکیسویں صدی کے ابتدائی عشرہ میں امت مسلمہ کیلئے بالعموم ایک منی فسٹو کی حیثیت سے اور مسلمان اہل علم وادب اور جملہ اہل قلم کیلئے بطور گائیڈ ثابت ہوگا۔ اگست 1997 کے نمبر کے بعد اکیسویں صدی کیلئے تیار ہونے والا یہ خصوصی نمبر عصر حاضر کے لاکھوں علماء کرام ، طالبان ، دین ومتین ، عصری علوم سے وابستہ لاکھوں اساتذہ و طالبہ کیلئے نہایت مؤثر لٹریچر ہوگا۔ اسطرح حق کی سربلندی کے خدوخال ، دین داری اور دین فہمی ،مسلمانوں کے عروج وزوال ، اصل وجوہات و محرکات ، نسخہ و علاج وغیرہ مختلف موضوعات کی صورت میں اس نمبر کی اصل ترجیحات ہونگی۔

الحق کو اوج ثریا پر لیجانے کیلئے میرے نزدیک برصغیر کی نابغہ روزگار شخصیت صاحب قلم استاذ محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا خلیفہ بننے کیلئے صرف زور دار تقریریں کرنیوالے مولوی صاحب کافی نہیں تھے اور نہ ایسے کالم نگار کی ضرورت تھی جسکو ہر دوسرے جملے میں اپنا نام لگوانے کا شوق ہو (کٹا کے انگلی لور شہیدوں میں نام کرتے ہیں) اس ادارے کو چلانے

کیلیے یورپ، افریقہ، عرب ممالک اور جملہ اسلامی اور سارک کے ممالک میں گھومنے پھرنے والے اور دور جدید کے نظاموں اور حکومتوں کو قریب سے دیکھنے والے ایک محقق، سیاح، ماہر بشریات Anthropologist اور نوجوان عالم دین کی ضرورت تھی۔

یقیناً آپکو امت مرحومہ کی بے حسی، بے علمی، پسماندگی اور فکری وحدت کی کمیوں اور انتشار کا اندازہ ہوگا اور اہل طاغوت کی عیاری، مکاری اور طرح طرح کی سازشوں کا بھی علم ہوگا۔ اس قسم کے درد انگیز منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے کاروان الحق چلانے کیلئے آپ نے یہ ذمہ داری سنبھالی ہے۔ آپ نے امت مسلمہ کے اس عظیم علمی اور جہادی ہیڈ کوارٹر دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے 1997ء میں پاکستان کے پچاس سال مکمل ہونے کی مناسبت سے الحق کا خصوصی شمارہ نامی میزائل کا ایک کامیاب تجربہ کیا تھا۔ جس نے باطل کے ایوانوں میں ہلچل مچادی تھی۔ ملک بھر کے اخبارات ورسائل وجرائد میں اس پر تبصرے شائع ہوئے اور دنیا کو اسے "الحق" کہنے کا اعتراف کرنا پڑا۔ لیکن اب کی بار اکیسویں صدی کے آغاز پر الحق کیلئے اخلاص و محبت رکھنے والے لاکھوں مسلمان منتظر ہیں کہ اس میزائل کی رینج میں مزید کس حد تک اضافہ ہوگا۔

اس نمبر کی اشاعت سے ایک مہینہ قبل ایک خوبصورت تعارفی پوسٹر شائع ہونا چاہیئے جس میں اس نمبر کے اہم موضوعات اور لکھنے والے حضرات کے نام موجود ہوں۔ یہی پوسٹر پھر ملک بھر کے تعلیمی اداروں، کتب خانوں اور لائبریوں کو بھیجنا چاہیے۔ موضوعات کی لسٹ میں (انسانی حقوق کی دعویدار اور واقعیت) کے حوالے سے کوئی مضمون شامل نہیں ہے۔ اگر اس موضوع کو اِن لسٹ کرینگے تو اسی موضوع پر کچھ لکھ کر بھیجنے کی کوشش کرونگا۔ والسلام

(مولانا) محمد رحیم حقانی ' مدرسہ البنیات سیدہ شاہدہ خاتون رضوی سرائے پائن، دیر

دارالعلوم کے شب وروز

جناب نثار محمد صاحب

دارالعلوم کے لئے جامعۃ الازہر سے دو مصری مبعوثین کی آمد دارالعلوم حقانیہ کی عالمگیریت ہمہ جہت کردار اور تاریخ ساز تحریکات کے مرکز علم ودانش کے گہوارے سے پھوٹتی شعاعوں نے دنیا بھر کی آنکھیں چونکا دی ہیں۔ گزشتہ دنوں جامعۃ الازہر کے انتظامی ادارے "مراقبۃ البعوث" کے دو نمائندے شیخ عبدالرحمٰن العسیلی اور الشیخ محمد عبدالرؤف حمود تشریف لائے اور انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کے مختلف شعبے دیکھے اور آخر میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے درس ترمذی کے بعد ایوان شریعت میں طلباء سے تفصیلی خطابات فرمائے۔ اس سے قبل حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب مدظلہ نے معزز مہمانوں کی خدمت میں عربی زبان میں خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ اس موقع پر مصری وفد نے دارالعلوم کیلئے دو مصری اساتذہ کے ایک ہفتہ بعد آنے کی خوشخبری سنائی۔ الحمدللہ دو مصری اساتذہ 12-10-99 بروز منگل کو دارالعلوم تشریف لا رہے ہیں۔ دارالعلوم کے لئے دو مصری اساتذہ کی تقرری مولانا راشد الحق صاحب مدیر الحق کی خصوصی دلچسپی کے باعث ہوئی۔ آپ نے جامعۃ الازھر مصر میں اس کیلئے درخواست پیش کی تھی۔ اور پھر بعد میں مصری کونسلر کی کوششوں سے اس سلسلہ میں کافی پیش رفت ہوئی۔ اسوقت دارالعلوم میں سعودی عرب کی طرف سے حضرت مولانا شیر علی صاحب مدظلہ مبعوث ہیں۔ ماضی میں بھی مصر کے اساتذہ یہاں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ لیکن دارالعلوم میں گزشتہ تیس برس سے خالصتاً عربی زبان سیکھنے کے لئے الگ سیکشن نہیں تھا جو مدیر الحق صاحب کی شدید خواہش کے بعد الحمدللہ اب جامعہ کو میسر آیا۔ انشاءاللہ آئندہ تعلیمی سال سے باقاعدہ یہ شعبہ شروع ہوگا۔

جے یو آئی (ف) کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری اور دیگر معزز مہمانوں کی دارالعلوم تشریف آوری گزشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام (ف) کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری (سابقہ ایم این اے) اور پنجاب کے امیر مولانا عبداللہ بھکر حضرت مولا

سمیع الحق صاحب سے ملنے تشریف لائے۔اسی طرح مجلس عمل کے بانی جناب مولانا سید عطاالمحسن صاحب بخاری جے یو آئی سرحد کے امیر شیخ الحدیث مولانا امان اللہ خان صاحب بھی دارالعلوم تشریف لائے اور انہوں نے کچھ دیر دارالعلوم میں قیام کیا۔اور دارالعلوم کے اساتذہ سے انکی تفصیلی ملاقاتیں ہوئیں۔اسطرح جمعیت علماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر مولانا قاضی عبداللطیف صاحب صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا سیف الرحمان درخواستی پاکستان کے نامور خطیب مولانا عبدالکریم ندیم، پاکستان عوامی اتحاد کے سیکرٹری اطلاعات پیر فضل حق سپاہ صحابہ کے مرکزی نائب امیر مولانا خلیفہ عبدالقیوم بھی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔اور قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے الگ الگ ملاقاتیں کر کے ملکی اور بین الاقوامی سیاسی صورتحال پر سیر حاصل گفتگو کی۔

حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ کی مصروفیات

حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ 5 اکتوبر وفاق المدارس العربیہ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کیلئے ملتان گئے 5 اکتوبر کو عاملہ اور 6 اکتوبر کو شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں اراکین نے بھرپور تعداد میں شرکت کی۔اجلاسوں کے دوران ۱۴۲۰ھ میں منعقد ہونے والے سالانہ امتحانات نصاب کمیٹی کی رپورٹ پر تفصیلی غور کے علاوہ آئندہ مدت کیلئے عہدہ داران کا انتخاب بھی کیا گیا دونوں مجالس نے متفقہ طور پر صدارت کیلئے شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان صاحب ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری اور ناظم کیلئے استاذ الحدیث مولانا انوار الحق نائب مہتمم جامعہ حقانیہ کا انتخاب فرمایا۔انکے علاوہ بعض امور جنمیں حکومت کیطرف سے دہشت گردی میں مدارس دینیہ کو ملوث کرنے کی کوشش ہے کی بھرپور مذمت کی گئی۔

جاپانی براڈکاسٹنگ کے بیورو چیف اور صحافیوں کی دارالعلوم تشریف آوری گزشتہ ہفتے جاپان کے براڈکاسٹنگ کے دہلی کے بیورو چیف (Hiromi HIROSE) اپنے ساتھیوں سمیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے ملنے اور دارالعلوم کو دیکھنے کیلئے پاکستانی نامور صحافیوں کے ساتھ دارالعلوم تشریف لائے اور انہوں نے حضرت مولانا مدظلہ کا تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا

جسمیں عالم اسلام کو درپیش سیاسی صورتحال تحریک طالبان اور اسامہ بن لادن جیسے اہم موضوعات شامل تھے۔ جاپانی صحافیوں نے کئی طلباء سے انگریزی زبان میں انٹرویو بھی ریکارڈ کیئے۔

الدعوہ اکیڈمی اسلام آباد کے ائمہ اور علماء حضرات کی دارالعلوم تشریف آوری 9 اکتوبر کو اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ الدعوہ اکیڈمی کے انچارج جناب مصباح الرحمان یوسفی ایک بڑے وفد کیساتھ دارالعلوم تشریف لائے اور انہوں نے مختلف شعبہ جات کا تفصیلی معائنہ فرمایا بعد میں ان حضرات کی دفتر اہتمام میں مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور مولانا راشد الحق صاحب کیساتھ سوالات وجوابات کی ایک مختصر نشست بھی ہوئی۔ مولانا عرفان الحق صاحب نے وفد کو دارالعلوم کا معائنہ کرایا۔ وفد [illegible] بھر سے جید علماء اور دانشوروں نے شرکت کی۔

[illegible]ت کے خلاف پشاور میں منعقدہ کانفرنس میں شرکت

[illegible] بر کو جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام پشاور شہر میں ایک عظمی الشان جلسے اور جلوس کا اہتمام کیا گیا۔ یہ ریلی افغانستان پر امریکہ کی متوقع جارحیت کے خلاف منعقد ہوئی۔ دارالعلوم حقانیہ کے ہزاروں طلباء نے بھی جمعیت کے کارکنوں کیساتھ اپنے حقانی فضلاء کی تحریک کی حمایت میں اپنے جذبات کا اظہار فرمایا۔ جلوس کی قیادت حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ، حضرت مولانا شیر علی صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا نصیب خان صاحب مدظلہ اور دیگر اساتذہ کرام نے کی۔ جلوس میں شرکاء کی تعداد خفیہ ایجنسیوں آئی بی اور ایم آئی کے مطابق پندرہ ہزار سے زائد رہی۔

تقریب ختم بخاری شریف وجلسہ دستاربندی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک بتاریخ 4 نومبر بروز جمعرات بعد از نماز ظہر اس تقریب میں پاکستان کے ہزاروں علماء و مشائخ اور تحریک طالبان افغانستان کے اہم ارکان شرکت فرمائینگے۔ تمام مسلمانوں کو دعوت عام ہے۔

مجلس ذکر کا اہتمام حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ نے اپنے تمام خلفاء اور معتقدین اور متعلقین کیلئے 16-17 اکتوبر زروبی ضلع صوابی میں مجلس ذکر کا اہتمام کیا ہے۔

--------☆☆☆☆-----------

مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب

نام کتاب : محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
افادات : حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب
ضخامت : ۹۶ صفحات قیمت : ۳۵ روپے
ناشر : دارالارشاد مدنی روڈ۔ اٹک شہر

زیر تبصرہ کتاب حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نوراللہ مرقدہ کے خلف اکبر مولانا حافظ قاری محمد ارشد الحسینی صاحب کے چار دروس پر مشتمل ہے۔ جو کہ آپ نے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۶۴ لَقَدْ مَنّ اللهُ عَلَى المُؤمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِن اَنْفُسِهِم الآيه۔ پر چار ماہ مسلسل درس دیا۔ ان چار درسوں میں حضورؐ کی شانِ رفیع آپ کا محسن امتِ محمدیہ کے طور پر تشریف لانا آپ کا بنی نوع انسان کیلئے عظیم نعمت ہونا اور اسی طرح آپؐ کے چند معجزات پر آپ نے بڑے جامع انداز میں درس دیئے ہیں۔ جنہیں انتہائی محنت اور کوشش سے جناب محمد عثمان غنی صاحب نے یکجا کر کے اردو دان طبقہ کیلئے ایک بہترین گلدستہ تیار کیا ہے۔ کتاب کی اہمیت اور افادیت کا اندازا اسکے عنوانات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ جسمیں علم و عمل کی تلقین بھی ہے۔ وعظ و ارشاد کے جواہر پارے بھی۔ دنیا و آخرت کو سنوارنے کیلئے ترغیب کے پر شکوہ نسخے بھی ہیں۔ اور مختلف دعاؤں اور وظائف کیطرف اشارے بھی ہیں۔ الغرض قاضی صاحب نے کمال مہارت سے اس مختصر پر تاثیر کتاب "دریا بہ کوزہ اندر" کے مصداق بیش قیمت جواہر پارے یکجا کئے ہیں۔

قاضی صاحب جب سعودی عرب میں تھے۔ اور وہاں آپ نے جو خطبات اور دروس ارشاد فرمائے ان پر مبنی آپ کی مندرجہ ذیل تصانیف چھپ چکی ہیں تفسیر سورۃ فاتحہ۔ درس حدیث جبریل۔ نجاۃ المبداء والمعاد فی اتباع حدیث معاذ۔ انوار الرشید فی بیان حقوق المعبود والعبید۔ جبکہ زیر نظر کتاب آپ کی پانچویں تالیف ہے۔ کتاب صوری اور معنوی لحاظ سے انتہائی دیدہ زیب

ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کو ایسی مزید کتابیں تصنیف کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ اور الولد سر لابیہ کے مصداق ایک عالم آپ کے فیوضات سے مستفید ہو۔

نام کتاب : آغوش رحمت : ترجمہ الحزب الاعظم

مترجم : مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی نور اللہ مرقدہ، ضخامت : ۲۳۲ صفحات

قیمت : ۷۰ روپے ناشر : دارالارشاد مدنی روڈ۔ اٹک شہر

وہ دعائیں جو حضورؐ نے فرمائیں یا اپنی امت میں سے کسی کو سکھائیں۔ ان دعاؤں کا مجموعہ دعوات ماثورہ بھی کہلاتا ہے اور ہر دور میں علماء نے ان دعاؤں کے مجموعے مرتب فرمائے ہیں۔ جنمیں مشہور مجموعہ الحزب الاعظم ہے۔ اس کتاب میں قرآن اور احادیث میں آنیوالی دعاؤں کو جمع کیا گیا ہے اور ساتھ ہی سید دو عالم ﷺ پر درود شریف پر مشتمل ایک علیحدہ حزب میں ہے۔ یہ مجموعہ مشہور شارح مشکوٰۃ ملا علی قاریؒ کا جمع فرمودہ ہے اور دعاؤں کا یہ مجموعہ ہر دور میں علماء میں مقبول رہا ہے۔ ہمارے اکابر اس مقدس مجموعہ کو خود بھی بطور ورد کے وظیفہ کے پڑھتے تھے اور دوسروں کو بھی اجازت دیتے تھے۔ شیخ الہندؒ کے بارے میں سفر نامہ اسیر مالٹا میں مرقوم ہے۔ یہی عادت مولانا کی وطن میں بھی تھی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ یا دو گھنٹہ آرام فرمانے کے بعد قضاء حاجت کیلئے تشریف لے جاتے۔ اور پھر وضو فرمانے کے بعد قرآن شریف اور دلائل خیرات حزب الاعظم میں مشغول ہو جاتے۔ اسیطرح مولانا مدنیؒ الشہاب الثاقب میں فرماتے ہیں۔ ہمارے مقدس بزرگان دین اپنے متعلقین کو، ،ئل الخیرات وغیرہ کی سند دیتے رہے ہیں۔ اور انکو کثرت درود و سلام اور تحزیب قرآت د ،ئل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں۔ ہزاروں کو مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتویؒ نے اجازت عطا فرمائی ---- شیخ التفسیر مولانا لاہوریؒ کے خلیفہ اجل مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی نور اللہ مرقدہ کو اپنے شیخ نے اسکی اجازت مرحمت فرمائی۔ انہوں نے اس مجموعہ کو بعض جگہ الفاظ اور بعض مقامات پر حرکات کی تصحیح کر کے اسکا اردو ترجمہ بعنوان "آغوش رحمت" طبع کرایا۔ ابتداء میں "دعا کی ضرورت اور فائدہ اور الحزب الاعظم کا تعارف" پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ جس سے کتاب کی افادیت اور معنویت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ محبوب کتاب مترجم کے رفع درجات اور اخروی نجات کیلئے وسیلہ بنائے۔

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak